اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۱۲ر جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق الفضل مورخہ ۱۳ر جنوری میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ :-

"کل حضور کو دانت میں درد کی شکایت رہی اور شام کے قریب بے چینی کی تکلیف بھی رہی اس وقت طبیعت اچھی ہے ۔"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ شافیٔ مطلق اپنے فضل خاص سے ہمارے پیارے آقا کو صحت و سلامتی بخشے اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۔ ۱۵ر جنوری ۔ آج شام سات بجے کی بس سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت کے ساتھ واپس دارالامان تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

ہمارے درویش بھائی محترم حکیم بدرالدین صاحب عامل بواسیر (بھگندر) کے عارضہ سے بیمار ہیں ۔ بٹالہ میں ان کا اپریشن ہوا ہے اور وہیں زیر علاج ہیں ۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۲
شمارہ ۳
شرح چندہ
سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳ ۔/۵۰
ممالک غیر ۷ ۔
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے
ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب : فیض احمد گجراتی
۱۷ر صلح ۱۳۴۲ ہش | ۲۱ر شعبان ۱۳۸۲ھ | ۱۷ر جنوری ۱۹۶۳ء

"اسلام کا پرچار جتنے ٹھوس عمدہ اور مدلل ڈھنگ سے احمدی لوگ کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو"

"کتنا اتحاد ہے ان میں، کتنی منظم ہے یہ باعمل جماعت" "بالی"

ایک سنجیدہ مزاج غیر مسلم صحافی کے حقیقت افروز تاثرات

جالندھر شہر سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ اخبار "بھیم پترکا" کے فاضل ایڈیٹر جناب لاہوری رام بالی صاحب اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان تشریف لائے اور جلسہ کی تقریریں سُنیں حال ہی میں آپ نے اپنے موقر جریدہ مجریہ ۷ر جنوری ۱۹۶۳ء میں "ایک باعمل جماعت" کے جلی عنوان کے تحت جماعتِ احمدیہ ، اور قادیان میں اس کے جلسہ سالانہ کے بارہ میں حقیقت افروز تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ احباب کی دلچسپی کے لئے موصوف کا یہ قابلِ قدر نوٹ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

"ملک کی تقسیم سے پہلے ہمارے شہر میں مسلمان تو کافی تھے مگر ان میں ایک احمدی بھی تھے۔ اپنی چند خوبیوں کی بدولت سارے ہی شہر میں مشہور تھے۔ وہ ہمارے پڑوسی بھی تھے۔ اس ناطے میں اکثر ان کے پاس اردو اخبار پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اس وقت طالب علمی کے دن تھے۔ کافی توجہ تو تھی نہ گہرا مطالعہ ۔ لیکن پھر بھی جلسے جلوسوں میں شرکت کرنے کا شوق تھا، لیکچر سننے سنانے کی دُھن تھی، گہرا مطالعہ کرنے کو جی چاہتا تھا۔ دوسرے لوگ نفرت اور چھوا چھوت کا برتاؤ کرتے تھے مگر یہی مسلمان اپنے پاس بٹھاتا تھا۔ پڑھنے لکھنے میں مدد دیتا تھا۔ اس سے اُنس ہونا ایک قدرتی بات تھی۔

ملک تقسیم ہوگیا۔ ہم بچھڑ گئے لیکن اپنے اس دوست جو احمدیت کا ایک نمونہ تھا، کے خط و خال، اس کا مدلل اور پُر سلیقہ طرزِ بحث، اس کی گہری عقیدت اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ ——— یہ سب کچھ مجھے اب بھی یاد ہے ——— تبھی سے میں "لائی لگ مومن نالوں کھوجی کافر چنگا" کے سدھانت کا قائل ہوگیا۔

اس وقت احمدی تحریک کے متعلق میری واقفیت اگر تھی تو محض برائے نام ——— حالات نے زندگی کا رُخ بدل دیا۔ عملی طور پر پبلک زندگی میں آنے کا موقع ملا ——— میرے ایک دوست محمد لطیف صاحب کئی برسوں سے مجھے قادیان جانے کی تلقین کرتے آرہے تھے۔ میری اپنی بھی وہاں جانے کی دلی خواہش تھی۔ سو اس مرتبہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو مجھے بھی احمدی جماعت کی سالانہ کانفرنس میں جو قادیان (ضلع گورداسپور) میں منعقد ہوئی شرکت کرنے کا موقع ملا۔ ایک دیرینہ خواہش پوری ہوگئی ۔!

مولانا ابوالعطاء صاحب ۔ مولانا سمیع اللہ صاحب ۔ مولانا بشیر احمد صاحب اور مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقاریر جو اس دن کے پروگرام میں شامل تھیں، سُنیں۔ چونکہ میری واقفیت اب بھی سرسری ہے اس لئے احمدی جماعت کے متعلق فی الحال کچھ مفصّل طور پر لکھنا میرے لئے مناسب نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی سالانہ کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد اپنے مشاہدے کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کا پرچار جتنے ٹھوس عمدہ اور مدلل ڈھنگ سے احمدی لوگ کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو یا کر سکتا ہو۔ کم از کم میری نظر سے تو ان کے برابر کوئی جماعت یا فردِ واحد نہیں گزرا۔ سچ مچ یہ لوگ تلواروں کے سایہ میں اسلام کا پرچار کر رہے ہیں۔ ہندوستان تو کیا پاکستان میں بھی کیا کم مظالم ڈھائے گئے ہیں؟ ظلم و ستم برداشت کرنے کے باوجود کیا مجال کہ تبلیغ کے کام میں سستی آئے یا ان کے ...... قدموں میں لغزش پیدا ہو! بس تو یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ اگر کسی نے دھرم پرچار کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو احمدیوں سے سیکھے۔ کتنا اتحاد ہے ان میں! کتنی منظم ہے یہ باعمل جماعت !!!

مولانا شریف احمد صاحب امینی نے "قومی یکجہتی اور اس کے قیام کے ذرائع" کے عنوان پر جو معرکہ انگیز اور پرسوز تقریر کی میں اس سے بے حد متاثر ہوا۔ مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں یکجہتی قائم کرنے کے لئے دس نکات پر مشتمل پروگرام پیش کیا جن میں سے چند ایک یہ ہیں :-

۱۔ ہندوستان میں بسنے والے افراد کو بلا لحاظ مذہب و ملت وفادار شہری سمجھا جائے۔

۲۔ مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کی جائے۔

۳۔ ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور بانیوں کا احترام کریں۔

۴۔ صحیح یا غلط پرانے واقعات کو دوہرا فتنہ و فساد بپا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

۵۔ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی صرف خوبیاں ہی بیان کریں۔ دوسرے مذہب یا مذہبی رہنماؤں پر کیچڑ نہ اچھالیں

اگر ان تجاویز پر ایمانداری سے عمل کیا جائے تو صحیح معنوں میں یکجہتی کیوں نہ قائم ہو؟ ضرور ہو سکتی ہے۔

سالانہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے مجھے پاکستان میں احمدی جماعت کے مرکز ——— ربوہ بھی جانا تھا۔ مگر ابھی تک پاسپورٹ ہی نہیں ملا ...... کانفرنس کب کی ختم ہو چکی ہے لیکن پاسپورٹ کے کاغذات شاید کسی کلرک بادشاہ یا تھانیدار کی میز پہ چکر کاٹ رہے ہیں۔ ایک نہ ایک دن ربوہ جانے کی خواہش بھی ضرور پوری ہو ہی جائے گی۔ فرصت ملی تو احمدی جماعت کے متعلق پھر کبھی لکھوں گا ——— ابھی تو میں اس کا مطالعہ ہی کر رہا ہوں۔ آخر میں میرا یہ نوٹ نامکمل رہ جائے گا اگر میں جناب محمد لطیف صاحب کے علاوہ حضرت شہامت علی صاحب اور جناب عبدالعظیم صاحب مینیجر احمدیہ بکڈپو کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے میرا بڑے خلوص، اور پر تپاک خیر مقدم کیا۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع ———

ربوہ ۔ ۱۲ر جنوری ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ۱۳ر جنوری میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت پہلے جیسی ہی ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑا"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ شافیٔ مطلق خدا اپنے فضل و رحم سے حضرت میاں صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۶۳ء

عملی نمونہ اور تبلیغ

جماعت احمدیہ کے دونوں مرکزوں قادیان اور ربوہ میں اکہتروں سالانہ جلسہ خیر وخوبی سے منعقد ہؤا۔ اگر بدلے ہوئے حالات کے باوجود احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں سینکڑوں کی تعداد میں احباب جماعت محض روحانی کشش کے باعث جمع ہوئے۔ تو اسی جذبہ کے تحت ہزاروں کی تعداد میں، جو ایک لاکھ تک اندازہ کی گئی ہے دارالہجرۃ ربوہ میں جمع ہوئے۔ اس طرح اجتماع بتاتا ہے کہ جماعت کو اپنے مراکز کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق ہے۔ جن روحانی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالےٰ کے حکم سے اس مبارک جلسہ کی بنیاد رکھی خدا کے فضل سے اب بھی پورے ہو رہے ہیں۔ دور دراز کے علاقوں سے سفر کرکے مرکز سلسلہ میں پہنچنے کے نتیجہ میں جس طور پر ایمان میں تازگی محسوس ہوتی ہے اور جس رنگ میں احباب جماعت کی قوت عملیہ کو ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جو شخص عشق و محبت کے کوچہ میں قدم رکھتا ہے وہ خود ہی ایسی لذت اور سرور کا اندازہ کر لیتا ہے۔ اور جو اس سے محروم ہے اس کے لئے قولی طویل تشریحات بے سود ہیں!!

بہرحال جلسہ کے مبارک ایام آئے۔ مومنوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ مقامات مقدسہ کی زیارت اور صالحین کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور تازہ اور زندہ ایمان سے معمور ہو کر اپنے وطنوں کو لوٹے۔!!

باوجود شدید بیماری اور طویل علالت کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے قادیان اور ربوہ کے دونوں جلسوں کے لئے پیغامات ارسال فرمائے۔ یہ پیغامات گذشتہ پرچوں میں شائع ہو کر احباب تک پہنچ چکے ہیں۔ بہر دو پُر در پیغام اس قابل ہیں کہ احباب جماعت ان کو بار بار مطالعہ کریں۔ اور ان میں جن ہدایات پر کاربند رہنے کی حضور انور نے جماعت کو تلقین فرمائی انہیں ہر وقت پیش نظر رکھیں۔

یوں تو تعداد کے لحاظ سے حضور کے بہ تین پیغام تھے۔ یعنی ایک پیغام قادیان کے جلسہ کے لئے اور دو افتتاحی و اختتامی پیغامات ربوہ کے جلسہ کے لئے۔ لیکن تینوں کا نقطۂ مرکزی ایک ہی ہے۔ یعنی احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانی۔ غور فرمایئے! باوجود شدید بیماری اور طویل علالت کے حضور کو اسی امر کا کس قدر خیال ہے کہ جماعت اپنی ذمہ داریوں کو نہ صرف یہ کہ ہر آن پیش نظر رکھے بلکہ اس کے لئے عملی قدم بھی اٹھاتی رہے۔

اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کے متعلق پختہ یقین کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

> "خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کو ساری دنیا میں پھیلائے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں بڑی شان اور عظمت سے لہرائے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہی ہوگا۔ بیشک دنیا ان باتوں کو ناممکن سمجھتی ہے لیکن ہم نے خدا تعالےٰ کے نشانات کو بارش کی طرح برستے دیکھا ہے۔ اور ہم نے اس کی قدرتوں اور جلال کا بار بار مشاہدہ کیا ہے اس لئے ہمیں یقین ہے کہ احمدیت اور اسلام بڑھیں گے اور پھیلیں گے اور پھولیں گے۔ اور ایک دفعہ پھر ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بڑی شان کے ساتھ گاڑا جائے گا۔ یہ آسمانی فیصلہ ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا" (بدر ۳/۱/۶۳)

اور پھر جماعت کی اہم ذمہ داری کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا کہ

> "یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ دنیا کی اس وقت اڑھائی ارب کے قریب آبادی ہے۔ ان سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔" (بدر ۱۰/۱/۶۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کے اس خطاب میں دنیا کے اکناف میں بسنے والے احمدی مخاطب ہیں۔ جن میں خود ہندوستان کے اندر بسنے والے بھی آجاتے ہیں جن کو مخصوص طور پر حضور کے قادیان والے پیغام میں خطاب کیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہندوستان کی حد تک ہی ہم اپنے کام کا اندازہ کریں تو یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ۴۰ کروڑ کی آبادی والے ملک میں ہماری جماعت کی تبلیغی مساعی کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔

ادھر دونوں مقامات کے سالانہ جلسے اختتام پذیر ہوئے۔ اُدھر نئے سال کا آغاز ہؤا اور احباب جماعت تک حضور انور کے روح پرور پیغام پہنچ گئے۔ یہ پیغام گویا نئے سال کے پروگرام کا خلاصہ ہے جو احباب جماعت کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

پیغامات میں جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان میں مقدم احباب جماعت کا اپنا عملی نمونہ ہے۔ عملی نمونہ بجائے خود بہترین تبلیغ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل برتاؤ اور اخلاق فاضلہ ہی سے ایک دنیا کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ اس لئے اگر ہم بھی اس زمانہ میں روحانی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے اندر انقلاب لائیں۔ اور اپنے نفسوں کی حد تک اس روحانی انقلاب کا نمونہ بتائیں۔ حضور کے پیغام میں اس کے لئے بھی جامع طور پر ہدایات موجود ہیں کہ کن کن باتوں میں خصوصیت سے احباب جماعت کو دوسروں کے لئے نمونہ بننے کی ضرورت ہے جیسا کہ فرمایا:-

> "اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرو۔ نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت ڈالو۔ دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دو۔ صدقہ و خیرات کی طرف توجہ کرو۔ سچائی سے کام لو۔ دیانت اور امانت میں اپنا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔ اور عدل اور انصاف اپنا شیوہ بناؤ۔
>
> یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کر لو تو تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور اس کی معجزانہ تائید تمہاری طرف دوڑتی چلی آئے گی۔" (بدر ۳/۱/۶۳)

ذاتی عملی نمونہ کے ساتھ ساتھ نئی پود کی اصلاح و تربیت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام کا زندگی بخش پیغام قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے کسی ایک نسل کے درست ہونے سے کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے لئے نسلاً بعد نسلٍ سلسلہ کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس بموجب ارشاد خداوندی

> وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ
> کہ ہر نفس کو کل کی فکر آج کرنی چاہیئے۔

لازم ہے کہ آج کے بچے کی ایسے ڈھنگ سے تربیت کی جائے کہ کل جب قوم کی ذمہ داریاں اس کے کندھوں پر پڑیں تو وہ ان سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔!

حضرت اقدس نے مدتوں پہلے جماعت کی تنظیم ہی ایسے رنگ میں فرما دی ہوئی ہے۔ کہ اگر سب جگہ کے احباب خدام، انصار اللہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیمات سے کماحقہ فائدہ اٹھائیں اور ان تنظیموں کو حرکت میں لائیں تو پیش نظر مشکل کام بہت آسان ہو جائے۔ اور ایسی تنظیموں میں حرکت اس صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ کوئی عملی کام شروع کر دیا جائے اور پھر ذمہ دار افراد پورے استقلال کے ساتھ اس کی نگرانی کرتے رہیں۔ نیز کام میں خود بھی دلچسپی لیں اور حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ عورتوں میں درس و تدریس کا سلسلہ خواہ ہفتہ وار ہو یا روزانہ ہو باقاعدہ اس طرح مقامی حالات کے مطابق کسی ایسی نماز کا انتخاب کر لیا جائے جس میں احباب جماعت کی حاضری زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ ایسے موقعہ پر حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل میں قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کا درس شروع کر دیا جائے۔ بلکہ اب تو عنقریب رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہونے والا ہے اگر ایسے پروگرام کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہو تو زیادہ اچھا ہے۔

علاوہ ازیں آجکل سکولوں میں جس ڈھنگ سے تعلیم دی جا رہی ہے اس کی وجہ سے نئی پود تو اسلامیات سے بالکل ہی بے بہرہ ہوتی جا رہی ہے۔ یہ چیز بڑی خطرناک ہے۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس میں کسی طرح کی تاخیر کی جائے۔ اس کے لئے بھی موثر عملی اقدام کیا جائے۔ مثال کے طور پر خدام و انصار کی مجالس کے زیر اہتمام شبینہ کلاسیں کھول کر جماعت کے عہدیداران اول تو روزانہ ورنہ ہفتہ میں دو تین بار تو اسلامی تعلیمات کے متعلق بچوں کو ٹھوس معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ یہ کام بچوں کے والدین سے شروع ہو کر مقامی جماعت کے عہدیداران اور علاقہ کے مبلغین سب کے کرنے کا ہے۔

پس ضرورت ہے اس امر کی کہ جماعت کے دوست وقت کی نزاکت اور اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس کرتے ہوئے حضور اقدس کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی طرف فوری توجہ دیں۔ اور زبانی تبلیغ کے ساتھ اپنا اعلیٰ درجہ کا عملی نمونہ پیش کریں۔

اپنی آئندہ نسل کے معیارِ اخلاق معیارِ دین اور معیارِ تقویٰ زیادہ سے زیادہ بلند کرنے کی کوشش کرو

دین سے کی اشاعت میں اس وقت

جو مشکلات درپیش ہیں انہیں دور کرنے کیلئے ہمیں غیر معمولی غور و فکر اور احتیاط کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم خطاب

مورخہ ۱۹۵۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیرونی ممالک سے نئے آئے ہوئے مبلغین اور کچھ جانے والے مبلغین، بعض غیر ملکی طلباء، اور انڈونیشیا کے سٹر سپرجا کے اعزاز میں ساڑھے چار بجے بعد دوپہر احاطہ جامعۃ المبشرین ربوہ میں ایک دعوتِ چائے دی جس میں ڈیڑھ سو کے قریب معززین شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی ایک تقریر فرمائی جو مبلغین سلسلہ، علمائے سلسلہ، اساتذہ جامعہ اور طلبائے دینیات کے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور کی یہ تقریر جو نہایت قیمتی ہدایات پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی قسط الفضل مورخہ ۱۰ جنوری میں سے افادہ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

ہمارے ہاں ایسے مواقع پر عموماً تین تقریروں کا رواج ہے۔ ایک تقریر دعوتی جماعتوں یا داعی جماعت کی طرف سے ہوتی ہے دوسری تقریر آنے والے صاحب کی طرف سے ہوتی ہے اور تیسری تقریر کے متعلق مجھ سے امید کی جاتی ہے کہ میں آخر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ لیکن آج چونکہ میں ہی داعی ہوں اور پہلے اور پیچھے کی تقریریں کچھ بے معنی سی ہو کر رہ جاتی ہیں اور پھر یہ موقعے اتنے ہیں کہ ایک ہی قسم کے خیالات کی تکرار سے بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے اس عام طریق کے خلاف میں نے یہی پسند کیا کہ صرف میں ہی اپنے خیالات کو ظاہر کر دوں۔ جہاں تک

دعوت کرنے والوں کا یہ طریق ہے

کہ وہ آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یا جہاں تک آنے والوں کا یہ طریق ہے کہ وہ دعوت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، یہ محض ایک رسمی بات ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ دعوت کرنے والا تبھی دعوت کرے گا جب وہ خوش ہوگا۔ اگر وہ خوش نہیں ہوگا تو دعوت کیوں کرے گا۔ پھر یہ بھی صاف بات ہے کہ جب کوئی شخص دعوت کرے گا تو کھانے پینے کی چیزیں بھی رکھے گا۔ اور دوسرا شخص بہرحال ممنون ہوگا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص دعوت کرے اور دوسرا شکریہ بھی ادا نہ کرے پس یہ طبعی تقاضے ہیں جن کو قدرتی طور پر انسان ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے۔ لیکن ہم جب اس قسم کی تقاریب میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں تو ہماری کچھ اور غرض ہوتی ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ ایسے مواقع پر جب

آنے والوں کا اعزاز

کیا جاتا ہے تو دوسرے نوجوانوں کے دلوں میں بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک اچھا کام ہے اس میں ہمیں بھی حصہ لینا چاہیئے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ فلاں مبلغ جا رہا ہے یا آ رہا ہے اور اس کے لئے نعرے لگ رہے ہیں۔ مرحبا اور تحسین کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں تو نوجوان طبیعتیں جوان باتوں سے بڑی جلدی متاثر ہوتی ہیں فوراً یہ خیال کرنے لگ جاتی ہیں کہ اوہو ہم تو محروم ہی رہ گئے۔ اگر ہم جاتے تو ہمارے لئے بھی نعرے لگتے۔ اور ہمیں بھی مرحبا اور جزاک اللہ کہا جاتا۔ ان کا دماغ ابھی اتنا پختہ نہیں ہوتا کہ وہ اس فعل کے روحانی نتائج پر نظر ڈال سکیں لیکن نعروں اور مرحبا اور تحسین کی آوازوں کا ان پر گہرا اثر ہوتا ہے اور یہ نعرے انہیں دینی خدمت کی طرف زیادہ سے زیادہ مائل کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس ان دعوتوں سے ایک تو ہماری یہ غرض ہوتی ہے کہ

نوجوانوں کے دلوں میں تحریک

پیدا ہو اور وہ بھی اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں۔ تم اسے نفسانیت کہہ لو مگر چونکہ اس سے ہماری ذات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ خدا اور خدا کے دین کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے یہ کوئی بری چیز نہیں۔ درحقیقت ہمارا یہ طریق ایسا ہی ہوتا ہے جیسے شکاری مچھلی کے شکار کے لئے کنڈی ڈالتا ہے تو اس کے ساتھ آٹا بھی لگا دیتا ہے تاکہ مچھلی آئے اور پھنس جائے۔ اس طرح یہ بھی نوجوانوں کو پھانسنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے مگر چونکہ وہ دین کے لئے پھانسے جاتے ہیں خدا اور اس کے رسول کے لئے پھانسے جاتے ہیں اسلئے خواہ ننگے الفاظ میں اسے مچھلی کے شکار سے مشابہت دے لو بہرحال یہ شکار مبارک ہے کیونکہ یہ شکار اپنے لئے نہیں کیا جاتا، اپنے عزیزوں کے لئے نہیں کیا جاتا بلکہ خدا اور اس کے رسول کے لئے کیا جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ ہمیں آنے والوں اور جانے والوں کے لئے بعض خیالات جو مستقل حیثیت رکھتے ہیں ان کے اظہار کا موقع مل جاتا ہے۔ انسانی دماغ کو خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اسے نیا مضمون نکالنے کے لئے

کسی نئے محرک کی ضرورت

ہوتی ہے۔ ایک بامذاق انسان جو ہنسی اور مزاح کی طرف اپنا میلان رکھتا ہے وہ بھی ہر وقت ہنسی اور مزاح کی باتیں نہیں کرتا بلکہ ان باتوں کے لئے اسے بھی کسی محرک کی ضرورت ہوتی ہے ایک شاعر جو شعر کہنے کا عادی ہے وہ بھی ہر وقت شعر نہیں کہہ سکتا بلکہ اسے بھی کسی محرک کی ضرورت ہوتی ہے۔ برسات کا موسم ہوتا ہے آسمان پر بادل آئے ہوتے ہیں ٹھنڈی ہوا چل رہی ہوتی ہے تو اس کے جسم میں حرکت اور خون میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی طبیعت شعر کہنے کی طرف مائل ہو جاتی ہے یا چمن میں گئے اور فوارے چلتے دیکھے تو طبیعت جس ڈگر پر چل رہی تھی اس سے بدل گئی۔ اور شعر کی طرف مائل ہو گئی۔ چاندنی رات ہے میدان میں سیر کے لئے نکلے تو چاند کی چاندنی سے متاثر ہوتے اور شعر کہنے لگ گئے۔ یا صبح کے وقت ٹھنڈی ہوا سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو نیند پوری ہو چکی تھی اور طبیعت میں شگفتگی تھی اس وقت صبح کی ٹھنڈی ہوا نے تحریک کر دی اور شعر گوئی کی طرف طبیعت کا میلان ہو گیا۔ تو کوئی نہ کوئی ذریعہ ہوتا ہے انسان اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر وہ ذرائع اچھے ہوں اور طبیعت بھی اچھی ہو تو اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں اور اگر ذرائع اچھے نہ ہوں یا طبیعت اچھی نہ ہو تو خوشگوار نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔

شاہ عالم بادشاہ

سودا سے اپنے شعر درست کروایا کرتے تھے ایک دفعہ بادشاہ نے اپنی ایک غزل سودا کو اصلاح کے لئے دی مگر ایک ہفتہ گذر گیا اور انہوں نے نظم واپس نہ کی۔ بادشاہ نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ طبیعت حاضر نہیں اس پر پھر ایک ہفتہ گذر گیا اگلے ہفتہ انہوں نے دوبارہ دریافت کروایا تو سودا نے پھر یہی جواب دیا کہ طبیعت حاضر نہیں۔ مجبوراً بادشاہ نے ایک اور ہفتہ انتظار کیا اور خیال کیا کہ شاید اب غزل واپس آجائے گی۔ مگر پھر بھی نظم واپس نہ آئی۔ اور جب بادشاہ نے پوچھا تو انہوں نے پھر یہی جواب دیا کہ طبیعت حاضر نہیں۔ اس پر بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی طبیعت بھی عجیب ہے کہ حاضر ہونے میں ہی نہیں آتی۔ ہم تو پاخانہ بیٹھے بیٹھے دو غزلیں کہہ دیا کرتے ہیں۔ سودا تیز طبیعت انسان تھے انہوں نے کہا حضور ان میں سے بُو بھی تو ویسی ہی آتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے بادشاہ کو قبض کی بیماری ہوگی اور چونکہ ایسا انسان بیٹھے بیٹھے مختلف خیالات میں مبتلا رہتا ہے اسی قسم کے خیالات اسے بھی سوجھتے ہوں گے۔ اور وہ وقت گذارنے کے لئے غزل کہنے لگ جاتا ہوگا مگر

یہ ظاہر بات ہے

کہ جب محرک بُرا ہوگا تو نتیجہ بھی برا ہوگا۔ وہ شخص جس کو شعر کہنے کی تحریک فوارے کرتے ہیں یا چاندنی راتیں کرتی ہیں یا برسات کا موسم کرتا ہے یا باغ کا نظارہ کرتا ہے۔ اور وہ شخص جسے شعر کہنے کی تحریک قبض کرتی ہے۔ ان دونو کے شعر کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایک کا محرک اور ہے اور دوسرے کا محرک اور ہے پس سودا نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا۔ مگر پھر ڈر کر بادشاہ کی ملازمت چھوڑ کر چلے گئے۔ تو خیالات کے اظہار کے بھی بعض مواقع ہوتے ہیں اور ان خیالات کے اظہار کے لئے

بعض محرکات

کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت بیسیوں مبلغ بیرونی ممالک میں کام کر رہے ہیں اور ان سے بعض دفعہ اپنے کاموں میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ رپورٹیں آتی ہیں ہم انہیں پڑھتے ہیں تو ہم ان پر ایک آدھ نوٹ دے دیتے ہیں

اور بات ختم ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ میں اس وقت تقریر شروع کروں پھر چند دنوں کے بعد ان کی طرف سے دوسری رپورٹ آتی ہے اور ہمیں کوئی اور غلطی نظر آتی ہے جس کی طرف انہیں انتصار کے ساتھ توجہ دلادی جاتی ہے اور بات ختم ہو جاتی ہے لیکن ایسے مواقع بعد جب مبلغین سامنے موجود ہوں اور محرک نظر آرہا ہو تو ہمیں بھی اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل جاتا ہے اور کئی مضامین کسی محرک کے نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک بیان نہیں ہوئے ہوتے، اس طرح بیان ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔

پس ایک طرف نوجوانوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلانا اور انہیں تحریک کرنا کہ وہ وہی طریق اختیار کریں جس پر ان کے پہلے بھائی چل چکے ہیں اور دوسری طرف آنے والوں کو توجہ دلانا کہ وہ اپنی

غلطیوں کی اصلاح

کریں اور اپنے کاموں میں مزید تقویت پیدا کریں۔ اپنے اندر جرات اور بہادری کا مادہ پیدا کریں اور غور اور فکر سے کام لینے کی عادت ڈالیں یہ مقاصد ہیں جن کے ماتحت اس قسم کی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ اور جو کارکن ان سے کام لے رہے ہیں ان کے فرائض کی طرف بھی اس موقعہ پر انہیں توجہ دلادی جاتی ہے اور اس طرح کام لینے والوں اور کام کرنے والوں دونوں کی اصلاح ہو جاتی ہے

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ اتنی نوعیتوں کا حامل ہے اور اتنا پھیلاؤ اپنے اندر رکھتا ہے کہ جب تک ہمارا دماغ اس کام کا ہر وقت جائزہ نہ لیتا رہے نہ وہ پوری طرح ہمارے ذہنوں میں آسکتا ہے اور نہ ہم اس کے لئے تیاری کر سکتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ

ہماری جماعت کی بنیاد

ایک مامور کے ہاتھ سے رکھی گئی ہے۔ ہماری جماعت کوئی سوسائٹی نہیں۔ جیسے عام سوسائٹیوں کے طریق پر چلایا جاتا ہے۔ یہ ایک مذہب ہے اور مذہب بھی ایسا جس کا لوگوں کو سمجھانا بڑا مشکل ہے۔ مذہب کا کسی دوسرے کو سمجھانا یوں بھی بڑا مشکل کام ہوتا ہے مگر دوسرے مذاہب میں اور اسلام اور احمدیت میں ایک فرق ہے جس کی وجہ سے ہماری مشکلات ان سے بہت زیادہ ہیں۔ دنیا میں

جب پہلا نبی آیا

تو اس کا کام بڑا مشکل تھا کیونکہ لوگوں کے سامنے نبوت کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ الہام کیا ہوتا ہے، نبوت کیا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق کے کیا معنی ہوتے ہیں لوگوں کا اس پر ایمان لانا کیوں ضروری ہوتا ہے۔ مگر جب اس کی امت قائم ہو گئی تو اگلے نبی کا کام نسبتاً آسان ہو گیا۔ پھر تیسرا نبی آیا تو اس کا کام اور بھی آسان ہو گیا۔ کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ الہام کیا ہوتا ہے کتاب کیا ہوتی ہے۔ نبوت کیا ہوتی ہے۔ صرف ان کی طرف سے یہ سوال اٹھنے لگتا ہے کہ ہمارے ملک میں کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ یا ہم میں ایسے کونسے نقائص ہیں جن کی وجہ سے تم ہماری اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ اس طرح سوالات محدود ہوتے چلے جاتے ہیں اور مشکلات کم ہوتی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف ہمارے زمانہ میں

یہ ایک نئی مشکل پیدا ہو گئی ہے

کہ پہلے نبی جو آتے رہے وہ تو یہ کہتے تھے کہ پہلی شریعت منسوخ ہو گئی ہے یا یہ کہ ہم نے براہ راست نبوت حاصل کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے نہ آپ نے براہ راست نبوت کا مقام حاصل کیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم اور اسلام کے احکام ہمیشہ کے لئے واجب العمل رہیں گے۔ مگر اس کے باوجود لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائیں [illegible] ایسی ہے جس کا سمجھنا ان کے [illegible] ہے۔

واقعہ یہ ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا میں مبعوث ہو کر یہ نہیں فرمایا کہ میں قرآن کریم کو بدلنے آیا ہوں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بدلنے آیا ہوں اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کو سن کر کئی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کوئی نئی چیز نہیں لائے تو ہم انہیں کیوں مانیں؟ میں نے دیکھا ہے کئی لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کا کوئی نیا کلمہ ہے؟ میں کہتا ہوں نہیں۔ وہ کہتے ہیں کیا آپ

نئی شریعت لائے ہیں

میں کہتا ہوں نہیں۔ وہ کہتے ہیں کیا آپ اسلام میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے آئے ہیں؟ میں کہتا ہوں نہیں۔ اس پر وہ عجیب قسم کی مسکراہٹ ظاہر کر کے کہتے ہیں کہ پھر ہم آپ پر کیوں ایمان لائیں؟ یہ ایک ایسی مشکل ہے جس کا مقابلہ کرنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ پس پہلے لوگوں کی مشکلات اور رنگ کی تھیں اور ہماری مشکلات اور رنگ کی ہیں۔ ان کے سامنے اور سوالات تھے اور ہمارے سامنے اور سوالات ہیں۔ پھر بڑی دقت یہ ہے کہ اس وقت

دنیا میں ایسی قومیں غالب ہیں

جن کی اسلام کے ساتھ ایسی شدید دشمنی ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہود کو اسلام کا شدید ترین دشمن پاؤ گے لیکن اس زمانہ میں اسلام کا شدید ترین دشمن عیسائی ہے۔ اگر یہودی دشمنی کرتا ہے تو وہ بھی عیسائی کی مدد سے ہی کرتا ہے۔ جب امریکہ کی مدد اس کے پیچھے ہوتی ہے۔ جب فرانس اور دوسرے ممالک کی قومیں عرب ممالک کا رُخ کر لیتی ہیں تو عرب جانتا ہے کہ اب سوائے مونچھیں نیچی کر لینے کے میرے لئے اور کوئی چارہ نہیں۔ غرض ہمارے لئے

قدم قدم پر مشکلات

ہیں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہماری کامیابی کے راستہ میں جو چیز سب سے زیادہ حائل ہے وہ یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کوئی نئی چیز نہیں لائے۔ آپ اسلام کو ہی دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ہماری طرف سے کوئی نئی چیز پیش کی جاتی تب بھی لوگ مخالفت کرتے۔ کیونکہ لوگوں کو مخالفت کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیئے جو انہیں مل جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں قصہ مشہور ہے

ایک مالدار شخص تھا اس کی یہ عادت تھی کہ ادھر شادی کرتا اور ادھر چند دنوں کے بعد ہی کوئی بہانہ بنا کر عورت کو طلاق دے دیتا۔ اور اس کے زیورات اور کپڑے وغیرہ خود رکھ لیتا۔ بہانے بنانے تو کوئی مشکل ہی نہیں ہوتے کسی کو کسی بہانہ پر اور کسی کو کسی وجہ سے طلاق دے دیتا۔ اس طرح اس نے یکے بعد دیگرے کئی عورتوں کو طلاق دی۔ آخر ایک ہوشیار لڑکی کی اس سے شادی ہو گئی۔ اس نے کوشش کی کہ کوئی بہانہ ملے تو اسے طلاق دے دوں مگر وہ کوئی موقع پیدا نہ ہونے دیتی۔ خود ہی کھانا پکاتی خود ہی کپڑے وغیرہ دھوتی اور خود ہی گھر کے اور تمام کام کرتی۔ جب کئی دن گذر گئے اور طلاق دینے کا اسے کوئی بہانہ نہ مل سکا تو تنگ آکر ایک دن وہ باورچی خانہ میں چلا گیا۔ اس کی بیوی روٹیاں پکا رہی تھی۔ اس نے جوتی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور کہنے لگا کمبخت تو روٹی تو ہاتھ سے پکاتی ہے تیری کہنیاں کیوں ہلتی ہیں۔ اور اسے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی کہنے لگی میں آپ کی لونڈی ہوں آپ جتنا چاہیں مجھے ماریں مگر اس وقت آپ اپنی طبیعت کو کیوں خراب کرتے ہیں

کھانے کا وقت قریب ہے

آپ پہلے کھانا کھالیں اور جتنا چاہیں مجھے ماریں۔ میں آخر یہیں ہوں کہیں چلی تو نہیں جاؤں گی۔ اس نے بھی سمجھا بات درست ہے چنانچہ اس نے بیوی کو چھوڑ دیا۔ جب وہ کھانا کھانے بیٹھا تو ابھی اس نے ایک دو لقمے ہی منہ میں ڈالے تھے کہ بیوی نے اس بڈھے کی داڑھی پکڑلی اور کہنے لگی کمبخت کھانا تو تو منہ سے کھاتا ہے تیری داڑھی کیوں ہلتی ہے۔

پس مخالفت کا بہانہ بنانا کوئی مشکل چیز نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو لوگوں نے اور بہانہ بنا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو لوگوں نے اور بہانہ بنا لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا تلوار چلاؤ تو لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ نبی کیسا ہے یہ تو لڑائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو تو اپنا دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دے اس پر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ

یہ بھی کوئی تعلیم ہے!

کیا اس طرح دنیا میں گذارہ ہو سکتا ہے۔ پھر رسول کریم آئے اور آپ نے فرمایا کہ موقع و محل کے مطابق کبھی سختی کرو اور کبھی نرمی۔ اس پر لوگوں نے کہا یہ تو دونوں مذہبوں سے گیا۔ یہ نہ موسیٰ کے راستہ پر ہے اور نہ عیسیٰ کے راستہ پر۔ اس کی تعلیم ہم کیوں مانیں۔ غرض لوگ ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا لینے کے عادی ہوتے ہیں۔ پس اگر ہماری طرف سے کوئی جدید چیز پیش کی جاتی تب بھی لوگوں کی مخالفت ضرور ہوتی مگر آجکل جو اعتراض شدت سے کیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کوئی نئی چیز نہیں لائے تو ہم آپ پر کیوں ایمان لائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نیا کلمہ بنا لیا ہے یا ان کا نیا قرآن ہے مگر تعلیم یافتہ طبقہ جانتا ہے کہ یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ

ہم ختم نبوت کا انکار نہیں کرتے

وہ جانتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم سمجھتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ تبلیغ اسلام اس وقت صرف ہم لوگ ہی کر رہے ہیں وہ جانتا ہے کہ معترض پاگل ہیں وہ جھوٹ بولتے اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ مگر وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ جب تم قرآن کو ہی پیش کرتے ہو جب تم حدیثوں کو ہی منواتے ہو جب تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام پر ہی عمل کرواتے ہو تو ہم مرزا صاحب پر کیوں ایمان لائیں۔ اور درحقیقت یہی وہ اعتراض ہے جس کو اس زمانہ میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ مخالف لوگ تو جو کچھ کہتے ہیں وہ محض جھوٹ ہوتا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ اس حقیقت کو خوب سمجھتا ہے مخالف اگر ہمارے خلاف شور مچاتے ہیں تو محض اس لئے کہ اس مخالفت کے نتیجہ میں انکا اعزاز بڑھ جاتا ہے اور لوگ ان کی تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ ورنہ جس دن احمدیت کو کامیابی حاصل ہوئی تم دیکھو گے اس دن وہ بھی ادھر آجائیں گے

میں ابھی بچہ تھا کہ

میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا

کہ کبڈی کا میچ ہو رہا ہے جس میں ایک طرف احمدی ہیں اور دوسری طرف غیر احمدی۔ غیر احمدیوں میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی شامل ہیں۔ احمدی جب کبڈی کہ لئے جاتے ہیں تو غیر احمدیوں کو ہاتھ لگا کر آ جاتے ہیں۔ اور وہ سب مرتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی جس کو ہاتھ لگ جاتا ہے اسے بٹھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ہوتے ہوتے صرف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیچھے رہ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ اب میں ہی اکیلا رہ گیا ہوں اور میرے سارے ساتھی بیٹھ چکے ہیں تو جس طرح بچے بعض دفعہ دیوار کے ساتھ منہ لگا کر آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی قریب کی ایک دیوار کے ساتھ منہ لگا کر ادھر بڑھنا شروع کیا۔ جب وہ لکیر پر پہنچے تو کہنے لگے اب تو سارے ہی ادھر آ گئے ہیں لو میں بھی آ جاتا ہوں اور یہ کہہ کر وہ بھی ہماری طرف آ گئے۔

اس رؤیا میں مخالفین کی حالت کا ہی نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پہلے وہ مخالفت کرتے ہیں مگر جب دیکھتے ہیں کہ سب لوگ ملتے چلے جا رہے ہیں تو وہ بھی آ کر شامل ہو جاتے ہیں۔

بہر حال وہ وقت جو اس وقت ہمیں پیش آ رہا ہے پہلے زمانہ میں مسیحیوں کو بھی پیش آئی تھی۔ حضرت مسیح آئے اور انہوں نے کہا یہ مت سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کے صحیفوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ اس پر

یہودی منکرین نے یہ سوال اٹھایا

کہ اگر آپ انہی چیزوں کو قائم کرنے کے لئے آئے ہیں جو ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں تو پھر ہم آپ پر ایمان کیوں لائیں جیسے اس زمانہ میں کہا جاتا ہے کہ جب مرزا صاحب انہی چیزوں کو قائم کرنے کے لئے آئے ہیں جو ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں تو پھر ہم آپ پر ایمان کیوں لائیں۔ اگر کہو کہ بعض عقاید میں تبدیلی پیدا ہو چکی تھی جن کی اصلاح ضروری تھی تو اس غرض کے لئے ہمارے مولوی کافی تھے مرزا صاحب پر ایمان لانا کہاں سے نکل آیا۔ یہی سوالات مسیحیوں کے سامنے آئے۔ اب بجائے اس کے کہ وہ اس لڑائی کو صبر اور استقلال اور دعاؤں سے فتح کرتے کچھ مدت کے بعد کمزور عیسائیوں نے گھبرا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا وہ دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ شریعت لعنت ہے۔ جب اس طرح ایک نئی چیز لوگوں کے سامنے پیش کی گئی تو لوگوں نے عیسائیت میں داخل ہونا شروع کر دیا

یہی خطرہ ہمارے سامنے ہے

ہماری کامیابی میں بھی سب سے بڑی مشکل لوگوں کا یہی سوال ہے کہ حضرت مرزا صاحب کیا لائے؟ اگر ہم نے استقلال سے کام لیا تو آہستہ آہستہ ہم اس لڑائی کو انشاء اللہ فتح کر لیں گے لیکن اگر ہم نے بھی گھبرا کر کوئی غلط قدم اٹھایا تو لوگ بیشک ہمارے اندر شامل ہو جائیں گے مگر ہم ایک نئی عیسائیت کی بنیاد رکھنے والے بن جائیں گے پس یہ بھی ایک بڑی کٹھن منزل ہے جس کو ہم نے صبر اور استقلال اور دعاؤں سے طے کرنا ہے اور یہ مشکل ایسی ہی ہے جیسے سانپ کے منہ میں چھپکلی۔ اگل دے تو کوڑھی ہو جائے۔ نگل لے تو مر جائے۔ اگر ہم ان مشکلات کو قائم رہنے دیتے ہیں تو کامیابی کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔ اور اگر ہم اپنا پینترا بدل لیتے ہیں تو آپ بھی بے دین ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بے دین کرتے ہیں۔ پس ہمیں بہت زیادہ غور و فکر اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم

اسلام کو ایسے رنگ میں قائم کریں

کہ نہ اسلام بدلے نہ اس کی تعلیموں میں کوئی تغیر ہو۔ اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور آپ کے درجہ میں کوئی فرق آئے یہ ایک بہت ہی مشکل کام ہے جس کے لئے ہمیں پہلوں سے بہت زیادہ ہوشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ وہ قومیں جن کو جلد ترقی اور حکومت مل جاتی ہے وہ پھر بھی حکومت کے سہارے ان مشکلات کا ایک حد تک مقابلہ کر سکتی ہیں لیکن ہماری ترقی بتدریج اور آہستگی کے ساتھ مقدر ہے۔ پس جب ہماری فتح نے دیر سے آنا ہے اور آہستہ آہستہ آنا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی آیندہ نسلوں کی درستی کریں اور انہیں پہلوں سے زیادہ ہوشیار اور پہلوں سے زیادہ کام کا وجود بنائیں۔ جب فتح جلدی آ جانے والی ہو تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ اگلی نسل کی حکومت کے ذریعہ خود بخود نگرانی ہوتی رہے گی۔ لیکن جب فتح آہستہ آہستہ آنے والی ہو اور انسان جانتا ہو کہ میں مر گیا تو میری آیندہ نسل بھی اسی طرح مخالفین کے نرغے میں گھری رہے گی جس طرح میں گھرا ہوا ہوں تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ آیندہ نسل کی درستی کا خاص طور پر فکر کرے اور چونکہ ہمارے سامنے یہی خطرہ ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کے معیار اخلاق، اور ان کے معیار دین اور ان کے معیار تقوےٰ کو زیادہ سے زیادہ بلند کریں اور ان کے اندر پہلوں سے زیادہ احساس قربانی پیدا کریں۔ تا کہ اسلام دشمن پر غالب آئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے۔

(باقی)

وقف جدید

کا چھٹا سال شروع ہو گیا ہے۔ یہ تحریک بھی خدا کے فضل سے بڑا مفید کام کر رہی ہے۔ دو کالموں میں اس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے

انچارج وقف جدید قادیان

آرہ علاقہ رانچی میں تبلیغ احمدیت

۷۰ افراد کا قبول احمدیت۔ ایک نئی جماعت کا قیام۔ مبلغین احمدیت کی آمد

علاقہ آرہ ضلع رانچی میں خاکسار مقیم ہے۔ گذشتہ چند سال قبل جس زمانہ میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رانچی میں مقیم تھے ایک دفعہ اس طرف بھی تشریف لائے تھے۔ حسن اتفاق سے سالہا سال بعد اگست ۱۹۶۲ء میں محترم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ اچانک تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے اپنے اندر ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی کا احساس قلب میں موجزن ہوا۔ آپ نے ایک ہفتہ مسلسل قیام کر کے دن اور رات غیر احمدیوں سے بحث مباحثہ اور تقاریر کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی خوبیوں کو مسلمانوں پر واضح کیا۔ اور مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی تلقین کی۔ چنانچہ آپ کی انتھک محنت اور کوششوں کے نتیجہ میں جو دوست میرے زیر اثر تھے ۱۵ر اگست ۱۹۶۲ء کو بیک وقت ۲۳ کی تعداد میں داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

آپ کی مساعیٔ جمیلہ کے نتیجہ میں ایک منظم جماعت کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ چنانچہ آپ نے جماعت کی تنظیم کر کے عہدہ داران کا انتخاب بھی کروایا اور اس کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

آپ کا بار بار اس علاقہ میں دورہ جماعت کے قیام اور تنظیمی و تربیتی ترقی کا باعث ہوا۔ اسی طرح ماہ جولائی میں دو مبلغین کی آمد علاقہ کے احمدیوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئی اور مزید سعید روحوں کو احمدیت کے سمجھنے اور قبول کرنے کا موقعہ ملا۔ چنانچہ جناب مولوی سید بدر الدین احمد صاحب کے ہمراہ محترم مولوی عبد الحی صاحب فاضل مظفرپور سے تشریف لائے آپ دونو حضرات کی کوشش اور تقریروں سے اور بحث مباحثہ کے نتیجہ میں مزید فضل اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور ۱۸ افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

پھر علاقہ کے مبلغ مقیم رانچی مولوی سید بدر الدین احمد صاحب حال ہی میں تشریف لائے تھے اس دفعہ بھی آپ نے قریباً ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اور تربیت و تعلیم اور چندوں کی ضرورت و اہمیت پر احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ آپ کے قیام کے دوران ایک دوسری بستی کے کچھ احباب خاکسار کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہماری بستی میں محفل میلاد ہے۔ آپ اور مولانا تشریف لے چلیں چنانچہ ہم دونو مع ۱۲ احمدی احباب کے بستی مذکور میں ۸½ بجے شب پہنچے۔ جبکہ جلسہ ختم ہو رہا تھا۔ ہمارے بروقت پہنچ جانے سے منتشر ہوتے ہوئے لوگ بیٹھ گئے۔ خاکسار نے پہلے تقریر کی جس میں ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے موضوع پر دو گھنٹہ تک مسلمان بھائیوں کو آنحضرت صلعم کے رنگ میں رنگین ہونے کی تلقین کی۔ اس کے بعد مکرم جناب مولوی سید بدر الدین احمد صاحب نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کے ایثار و قربانی کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت امام مہدیؑ کے حق میں آنحضرت صلعم کی بعض وہ پیشگوئیاں بیان کیں جو اب تک پوری ہو چکی ہیں نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض انذاری پیشگوئیاں بیان کیں۔ سامعین نہایت توجہ سے اس تقریر کو سنتے رہے۔ آخر میں آپ نے موجودہ زمانہ کی بیماری اور سیلابوں اور عذابوں کے نزول کی طرف توجہ دلائی۔ یہ تقریر ۱½ گھنٹہ جاری رہی

اگلی شب مقامی جماعت میں ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں احمدی نوجوانوں نے اپنے اخلاص و جذبات کا اظہار مولوی صاحب موصوف کے سامنے کیا۔ اس اجلاس میں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی احباب بھی شریک ہوئے۔ مولوی صاحب موصوف نے احباب کو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

دوران تقریر میں آپ نے فرمایا لوگ عموماً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کو بند قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آپؐ کی پیروی سے کوئی شخص انسانیت اور روحانیت کے نقطۂ کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ حقیقی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی اس طرح پیروی کی جائے اور اس طرح آپؐ کے وجود میں خود کو فنا کر دیا جائے کہ مسلمانوں کے ہر گھر میں ایک چھوٹا محمدؐ پیدا ہو جائے۔ یہ رتبہ اور یہ نقطۂ کمال مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ ورنہ مایوسی کا مطلب تو یہ ہوگا کہ بقول شاعر

مغضوب کی ضالین کی آمد ہے مسلسل
نعمت علیہم کی ہوئی کب سے کڑی بند

غرض یہ تقریر بھی بڑی کامیاب رہی۔ اس کے اگلے روز مکرم شیخ رحیم علی صاحب، جن کا اس بستی میں بڑا اثر و رسوخ ہے اور جو عرصہ سے میرے زیر تبلیغ تھے ۲۷ دوسرے احباب سمیت بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب کرام و بزرگان عظام سے عاجزانہ التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان تمام افراد کو استقامت بخشے انہیں ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کے جان و مال اور اخلاص میں برکت بخشے۔ اور ان سب کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام بنا دے۔ نیز وہ سعید روحیں جو احمدیت کے لئے تڑپ رہی ہیں انہیں سنجیدگی کے ساتھ احمدیت پر غور کرنے کی توفیق دے۔ اور خاکسار کے لئے بھی دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالےٰ میری جملہ مشکلات کو دور فرما دے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔

بہشتی مقبرہ کی چاردیواری کی تکمیل

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ

یُحدّثھم بدرجاتھم فی الجنۃ (مسلم)

یعنی وہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ان کے جنت میں درجات کے بارہ میں اطلاع دے گا

اس پیشگوئی میں مخبرِ صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت لطیف پیرائے میں ایک بہشتی مقبرہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مقدر تھا۔ چنانچہ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشفی رنگ میں ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر ہے۔ اسی طرح آپ نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ وہ زمین ماپ رہا ہے اور ایک مقام پر پہنچ کر اس نے کہا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اسی طرح آپ کو کشفی طور پر ایک قبر دکھائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی مٹی چاندی کی تھی۔ اور کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کے بہشتی مقبرہ کے متعلق اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے۔ جس طرح مدینہ منورہ میں بنایا گیا تھا۔

......یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے جس کو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں کہ کہاں بنایا جائے امید ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی جگہ میسر کر دے گا اور اس کے اردگرد ایک دیوار چاہیئے۔ (خط بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحب منقول از تاریخ احمدیت جلد ۳)

قبرستان بہشتی مقبرہ کا قیام تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت میں اواخر ۱۹۰۵ء عمل میں آیا۔ لیکن اس کے اردگرد دیوار نہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں اور نہ ہی ایک لمبا عرصہ بعد تک بن سکی۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے بعد حفاظتی نقطۂ نگاہ سے ایک کچی معمولی دیوار قبرستان بہشتی مقبرہ کے مغربی، جنوبی اور مشرقی جانب بنائی گئی جو وقتی ضرورت کے لئے تھی۔ لیکن اس سے سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے منشاء کی پورے طور پر تکمیل نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ زمانہ درویشی میں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ بعض مخلص احباب سلسلہ کے تعاون سے قریباً پینتیس ۳۵۰۰۰ ہزار روپے کے خرچ سے یہ چاردیواری حسب منشاء سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام پختہ اور دیدہ زیب تیار ہو گئی۔

اور یہ چاردیواری نہ صرف بہشتی مقبرہ کے قبرستان کے اردگرد بنائی گئی ہے بلکہ باغ بہشتی مقبرہ یعنی بڑا باغ بھی اس کے اندر شامل کر دیا گیا ہے۔ مشرقی جانب ایک آہنی گیٹ جو نہایت خوبصورت ہے لگایا گیا ہے۔ جن احباب نے اس چاردیواری کی تعمیر کے لئے خاص طور پر مالی اعانت فرمائی ہے ان کے اسماء ذیل میں دوستوں کی اطلاع اور دعا کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

نام	رقم
۱۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد	۲۵۰۷
۲۔ مکرم صدیق امیر علی صاحب موگرال۔ مالابار	۱۶۰۰
۳۔ مکرم بابا خدا بخش صاحب درویش قادیان، مرحوم سابق قلی	۱۳۰۳
۴۔ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۱۵۰۰
۵۔ ″ سیٹھ محمد بشیر صاحب سہگل ″	۵۰۰
۶۔ ″ سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل ″	۵۰۰
۷۔ ″ الحاج میر کلیم اللہ صاحب شموگہ	۵۰۰
۸۔ ″ پی عبدالرحیم صاحب بنگلور	۵۰۰
۹۔ ″ سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی	۵۰۰
۱۰۔ ″ مرزا شیر علی صاحب اڑیسہ	۵۰۰

علاوہ چاردیواری کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانہ درویشی میں جنازہ گاہ جہاں حضرت اقدس علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا اور مقام بیعتِ خلافتِ اولیٰ کی تعیین حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے ذریعہ کروا کر اس کی صفائی و درستی اور نشان دہی بھی کروا دی گئی ہے۔ اور باغ بہشتی مقبرہ میں جو شاہ نشین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنوائی تھی اور غیر مسقف تھی اس کو بھی مسقف کرا دیا گیا ہے فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے ماتحت خدمت مقدس مقامات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور ساری جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ولادتیں

قادیان ۱۵ جنوری۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم قاضی عبدالمجید صاحب خوشنویس مکرم مولوی عبدالحمید صاحب مومن درویشان کو مورخہ ۱۲/۱ کو چوتھے اور تیسرے لڑکے سے نوازا اور آج مکرم شریف احمد صاحب شجوپوری درویش کے ہاں چوتھا لڑکا پیدا ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودین کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

نہایت افسوس کے ساتھ احباب جماعت تک یہ خبر پہنچائی جاتی ہے کہ جماعت سرحد (پاکستان) کے جلیل القدر بزرگ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری امیر جماعت احمدیہ پشاور چند روز قبل وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب مرحوم کی وفات پر ربوہ سے حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی طرف سے ذیل کا مختصر مگر پُر درد نوٹ بدر میں اشاعت کے لئے موصول ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب مرحوم کو اپنے قرب خاص میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور آپ کی وفات سے جو خلا جماعت میں بالخصوص علاقہ سرحد میں پیدا ہوا ہے اپنے خاص فضل سے اس کو پُر کرنے کے سامان کرے آمین ——— (ادارہ)۔

ایام جلسہ سالانہ کے قریب میں نے ایک سفید ریش قابل احترام بزرگ کو بستر پر دراز دیکھا کسی نے کہا یہ واصل بحق ہو گئے ہیں۔ تب میں اپنی غمناکی کے اظہار کے لئے کچھ اشعار کہنے لگا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بین الیقظہ والنوم محسوس کر رہا ہوں۔ جب میں پورے طور پر بیدار ہوا تو اذان ہو رہی تھی۔ صبح جو اشعار یاد رہ گئے وہ یہ ہیں۔

میں بے نصیب رہ گیا پیچھے وہ چل بسے
فرقت کے صدمے سہنے کو رونے کو درد سے
بپتا پڑی ہے سر پہ یہ کیا وا مصیبتاہ!
وا حسرتا کہ خاک شدند آرزو بسے
پھر سے چلے نسیم تو گلشن ہو پُر بہار
نغمے ہزار گائے یہ ویرانہ پھر بسے
اچھا تمہارا حافظ و ناصر رہے خدا
امید وار فضل کریم است ہر کسے

اس رؤیا کی تعبیر کے لئے فکرمند تھا جو الفضل کے ذریعہ حضرت اخی وحبی فی اللہ قاضی محمد یوسف صاحب آف ہوتی کے واصل بحق ہونے کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

موصوف سیدنا و مولینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کبار میں سے تھے اور میرا جہاں تک علم ہے حضور انور اور سلسلہ احمدیہ کی تائید میں جتنا لٹریچر پشتو، فارسی، اردو میں بصورتِ کتب خود تالیف و رسالجات و اشتہارات انہوں نے اپنے خرچ پر شائع کیا۔ اس میں کوئی ان کا حریف نہیں۔ سابق صوبہ سرحد میں صدہا اشخاص اور کنبے ان کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ سے مشرف ہوئے۔ آخر عمر میں اس علاقے کے احمدیوں کے سوانح پر مشتمل کتاب شائع کی اور ان کے اقربا، اولاد، احفاد، داماد سب کا پتہ دیا تا سلسلے سے ان کے تعلقات قائم رکھنے رکھانے میں ہم اپنا فرض پہچان سکیں۔ دُرِّ عدن کے نام سے تین جلدوں میں اپنے اردو فارسی پشتو اشعار کوئی پندرہ بیس ہزار اس پیرانہ سالی میں شائع کئے۔ ان کے خود نوشت سوانح اور شہدائے کابل کے حالات محترم حکیم الحاج عبداللطیف صاحب شاہد کتابی صورت میں منظرِ عام پر لا چکے ہیں۔ پانچواں شعر ان کی یاد میں اب شامل کرتا ہوں۔

سُن کر قضائے قاضی یوسف جو کھینچی آہ ۱۹۶۹
اکمل نے دی خبر ہے یہ رحلت کے سال سے ۱۹۶۳ء

درخواست ہائے دعا

۱۔ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور سلسلہ عالیہ کے پرانے اور مخلص خادم ہیں اکثر بیمار رہتے ہیں دعائے صحت فرمائی جائے۔

۲۔ مکرم مولوی محمد اسماعیل فاضل وکیل یادگیری اور محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری حیدرآباد میں بیمار ہیں اور زیر علاج ہیں۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

۳۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیری اپنے تجارتی کاروبار کی بہتری اور اولادِ نرینہ کیلئے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔

ضمیرِ انسانی آستانۂ الوہیت پر

دلیلِ سوم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (الانعام - ۳۸)

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (ھود - ۵)

یعنی "زمین کے سب جاندار، سب حشرات اور فضاؤں میں اپنے پروں کے زور سے اڑنے والے سب پرندے۔ یہ سب تمہاری طرح کی منظم جماعتیں ہیں۔ ان کے لئے بھی فطرتی قواعد ہیں۔ قانونِ نیچر میں کسی قسم کی کمی اور تفریط نہیں ہے۔ پھر سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔ زمین کے ہر جاندار کو روزی دینا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھا ہے۔ اور وہی ان سب کے مستقل مکانوں اور عارضی ٹھکانوں کا علم رکھتا ہے۔ اور یہ سب باتیں خدا کی کھلی کتاب یعنی قانونِ قدرت اور سائنس سے معلوم ہو سکتی ہیں۔"

آیئے۔ اب اس قرآنی دلیل کی تائید آپ ڈاکٹر کریسی موریسن کے الفاظ میں سنیئے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"عقلِ حیوانی بیانگِ دہل ایک احسن الخالقین کا اعتراف کر رہی ہے جس نے حشرات الارض کی سی حقیر و بے بس مخلوق کو جبلت سے سرفراز کر کے ان کے بقاء اور تحفظ کا بندوبست کر دیا ہے۔ ورنہ یہ بے بس اور بے آسرا رہ جاتے۔

مثلاً سالمن مچھلی (Salmon) کا طرزِ حیات تخیل کی کارستانی نہیں بلکہ ایک حقیقت واقعی ہے۔ ہر نوزائیدہ سالمن لازماً کچھ عرصہ بڑے سمندر میں جاکر بسر کرتی ہے۔

پھر اسی دریا کے کنارے واپس آ جاتی ہے جس پر معاون ندی ملتی ہے یا جھیل ہوتی ہے۔ جس میں اس کی آفرینش ہوئی تھی۔ غور کیجئے کہ آخر اس نقل و حرکت میں کون اس کا رہنما و راہبر ہوتا ہے جو ٹھیک وقت پر اسے صحیح ٹھکانے پر پہنچا دیتا ہے۔ اگر تم اسے ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ معاون ندی میں منتقل کر دو تو وہ فوراً محسوس کر لیتی ہے کہ وہ غلط جگہ لائی گئی ہے۔ چنانچہ وہ فوراً بڑے دریا کی طرف لوٹتی ہے اور اس کے دھارے پر چلتی ہوئی اسی اصل معاون ندی میں پہنچ جاتی ہے جہاں اس کا مرز بوم ہے۔ اور ایل مچھلی (Eel) کے حیرت خیز نقلِ مقام کے مستند کا حل نوادر بھی وقت طلب ہے۔ ایک خاص عمر کو پہنچ جانے پر مچھلیاں ادھر ادھر کی ساری جھیلوں اور ندیوں سے چل پڑتی ہیں اور یورپ سے ہزارہا میل دور کا فاصلہ سمندر کی راہ طے کر کے جزیرہ برمیوڈا (Bermuda) کے پاس جہاں سمندر نہایت عمیق ہے، سب ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔ اور مقررہ وقت پر انڈے بچے دینے کے بعد خود ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کے نوزائیدہ بچے جن کے لئے علم و وقوف کا کوئی ذریعہ بجز اس احساس کے نہیں ہوتا کہ وہ ایسی جگہ ہیں جہاں انہیں رہنا نہیں چاہیئے وہاں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ اپنے سواحل پر پہنچتے ہیں جہاں سے ان کے مورث روانہ ہوئے تھے بلکہ آگے چل کر ان ندیوں اور جھیلوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں جہاں سے ان کی مائیں ہجرت کر کے نکلی تھیں اس طرح یہ مقام باری باری خالی اور آباد ہوتے جاتے ہیں اور دوسرے موسم میں یہی عمل جاری رہتا ہے اور پھر وہی نقل و حرکت سمندر کی جانب عمل میں آتی ہے۔ آخر ان کا معلم کون ہے۔؟!

آپ جانتے ہوں گے کہ نیش زن ڈکوبی کی غذا جھینگر یا چھوٹی ٹڈیاں ہوتی ہیں۔ یہ اپنے شکار کو اس طرح زیر کرتی ہیں کہ وہ مر نہیں جاتے پھر انہیں گھسیٹ کر اپنے سوراخوں میں لے جاتی ہیں اور اس کے ایک خاص حصۂ جسم پر اس طرح ڈنک مارتی ہیں کہ کیڑا مرتا نہیں بلکہ بے حس اور بے سُدھ ہو جاتا ہے۔ ڈکوبی شکار کو ایسی حفاظت سے رکھ چھوڑتی ہے، جیسے ہم سرد خانوں میں گوشت وغیرہ کا بندوبست کرتے ہیں۔ اس اہتمام کے بعد ڈکوبی کہیں پاس ہی انڈے دیتی ہے۔ چند روز میں بچے نکل آتے ہیں۔ وہ اس کیڑے کو ایسے ڈھب سے کتر کتر کر کھاتے ہیں کہ وہ مرنہیں جاتا ورنہ مردہ کیڑے کا گوشت تو ان کے حق میں زہر ہلاہل ہے۔ یہ بچے جب ذرا بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی ماں وہاں سے اڑ کر چلی جاتی ہے اور بچے بچوں کی صورت بھی نہیں دیکھتی۔ یہاں تک کہ کہیں دور جاکر مر جاتی ہے۔ یہ سب ایک موہبت ہے کائنات کے پروردگار کی۔ ورنہ اس پُر اسرار طریقِ حیات کی اس تاویل سے توجیہہ نہیں ہوتی کہ فطرت میں ماحول خود مخلوق کو موقع کی مناسبت سے نشانے سکھا دیتا ہے۔

دلیلِ چہارم قرآن مجید نے انسان کی پیدائش کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ انسان کو باقی مخلوقات پر جو امتیاز حاصل ہے، عقل و شعور اور پاکیزہ جذبات کے لحاظ سے وہ کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ کائنات کی سب چیزیں انسان کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔ اور ہر چیز انسان کی خاطر اپنے اپنے فرض کو ادا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کہ ہم نے انسان کو سب کائنات میں سے بہتر قوتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے اسلامی عقیدہ کے مطابق تو یوں سمجھئے کہ گویا خالق نے اس میں اپنا رنگ بھر دیا ہے۔ پھر فرمایا وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ (الذاریات ۲۱-۲۲)

زمین کے ذرہ ذرہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اہلِ یقین کے لئے نشانات ہیں۔ اور خود تمہارے وجود اور تمہاری ذات میں اس کی ہستی اور اس کی قدرتوں کے بے انتہا دلائل ہیں۔ تم غور و فکر سے کام کیوں نہیں لیتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اعلےٰ اور اشرف ہستی کو اپنے وجود پر دلیل ٹھہرایا ہے۔ جناب ڈاکٹر کریسی موریسن مشہور سائنسدان لکھتے ہیں:-

"حیوانی جبلت کے علاوہ انسان میں کچھ اور ودیعت کیا گیا ہے اور وہ ہے شعور و خرد۔

انسان کو چھوڑ کر کسی اور ذی حیات میں ایک سے دس تک گننے یا تعداد کی ماہیت کو سمجھنے کا شعور و سلیقہ اب تک سننے یا دیکھنے میں نہیں آیا اس میں شبہ نہیں کہ جبلت بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ مگر وہ حیات کی موسیقی میں ایک سُر ہے۔ میٹھا اور سامعہ نواز۔ لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن دماغِ انسانی میں دنیا بھر کے سازوں کے پردے، اور ان گنت نغمے بھرے ہوئے ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ نہ کسی مثال کی ضرورت ہے نہ مزید گفتگو کی۔ عقل و شعور کی بدولت ہی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور اپنے آپ کو ایسا سمجھتا بھی ہے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اس میں عقلِ مطلق ہی کا پرتو ہے"!

دلیلِ پنجم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝

(مومنون - ۱۵)

ہم نے انسان کو چھ سبک اور مسلسل ادوار میں پیدا کیا ہے۔ اس کے نطفہ بننے سے پہلے کی حالت ایک خلاصہ کی ہے پھر نطفہ کو آگے چار دوروں میں سے گذارنے کے بعد ہم انسان کو جیتا جاگتا اور بولتا خوبصورت انسان بنا دیتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے احسن الخالقین ہونے کا ثبوت نہیں ہے؟

پھر اسی دلیل کو دوسری جگہ کیا لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا۔ فرماتا ہے۔ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

(یٰس ۷۸-۸۰)

کیا انسان اس بات پر غور نہیں کرتا کہ ہم نے اسے کس طرح نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ مگر وہ اس کے باوجود ہمارے بارے میں جھگڑنے لگ جاتا ہے اور ہمارے لئے مختلف کہاوتیں اور مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہنے لگ جاتا ہے کہ بہری بوسیدہ ہڈیوں میں کون دوبارہ زندگی پیدا کرے گا۔ فرمایا۔ ان کو جواب دو کہ جس خدا نے انسان کو پہلے پیدا کیا تھا وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ خلقت کے سب رازوں سے خوب واقف ہے۔

گویا قرآن مجید نے عام کائنات کے علاوہ انسان کے وجود کو خاص طور پر اپنی ہستی کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ آیئے اب ڈاکٹر کریسی مارسن کے الفاظ سنیئے۔ لکھتے ہیں:-

"ہر ثومۂ حیات میں جو زندگی کے سارے انتظامات ودیعت کر دئیے گئے ہیں۔ ڈارون کو وہ پوری طرح معلوم نہ تھے صرف Genes یعنی مادۂ حیات کے حیرت خیز انکشافات ہی اس کی مثال کے لئے کافی ہیں جن کا ہمیں کافی وقوف ہو چکا ہے۔ یہ Genes اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان سے زیادہ چھوٹی کسی چیز کا تصور ہی ممکن نہیں۔ چنانچہ اگر ساری دنیا کی آبادی کے

Genes کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو ایک انگشتانہ بھی نہ بھر سکے گا۔ اس کے باوجود یہ خورد ترین ذراتِ حیات اور ان کے ساتھی کروموسم (Chromosome) ہر زندہ خلیہ میں موجود رہتے ہیں اور حیوانی و نباتاتی ہستیوں میں خصوصیاتِ ذاتی کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ آخر یہ کیونکر لاتعداد اسلاف کا مخزن بنتے ہیں اور کیونکر اتنی ذرا سی گنجائش میں ہر ہستی کی نفسیات سموئے ہوئے اور محفوظ رکھتے ہیں۔ ؟ خلیہ کے بطن ہی میں Genes کے ارتقاء کا آغاز ہوتا ہے۔ آخر یہ چند ملین ایٹم کا ذخیرہ یعنی Genes صفحۂ ارضی کے تمام حیوانات و نباتات کی حیات اور اس کی خصوصیات پر کس طرح قابو رکھتے ہیں۔ ؟ اس سے ایک زبردست شہادت مہیا ہوتی ہے اس عظیم الشان اور کامل دانائی کی، جو صرف خلاقِ عالم کی ہو سکتی ہے۔ کوئی اور ذات اس عظیم بندوبست کی صلاحیت نہیں رکھتی۔"

دلیلِ ششم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری فی البحر بامرہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔ (حج - ۶۶)

یعنی کیا تم غور نہیں کرتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کی سب اشیاء بے مزد تمہاری خدمت میں لگا دی ہیں۔ اور کس طرح کشتیاں اور جہاز اس کے نظام اور حکم کے ماتحت سمندروں میں چل رہے ہیں اور کس طرح اس نے اپنے اذن سے اجرامِ فلکی کو زمین پر گر کر اسے تباہ کرنے سے روکا ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بڑی شفقت اور رحم سے پیش آنے والا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اولم یروا الی الطیر فوقھم صٰفّٰت ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن انہ بکل شیءٍ بصیر۔ (الملک ۲۰)

کیا یہ لوگ اتنی سی بات کو نہیں سوچتے کہ خدائے رحمٰن ہی پرندوں کو قطار در قطار ہل کی تباہی سے روکے ہوئے ہے ورنہ یہ کیا کر سکتے ہیں۔ وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی زندگی کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انہیں مہلک اور مضر وجودوں سے بچانے کو اپنے علم و بصیرت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے ورنہ انسان اس کائنات میں نہایت کمزور جاندار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتے تو انسان کی زندگی سراسر محال ہے۔ جناب ڈاکٹر کریسی موریسن لکھتے ہیں:-

"کارخانۂ فطرت میں جو فراہمی غذا اور بے ضرورت صرف سے احتیاط کا اصول کارفرما ہے اس سے ہم یہ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ایک ذات علیم و خبیر کی بے نہایت اور بیش بہا دانش ہی سے ویسا اہتمام ممکن ہے۔

کئی سال کا واقعہ ہے کہ آسٹریلیا میں کھیتوں کی حفاظت کے لئے تھوہر (Cactus) کی باڑیں لگائی جاتی تھیں۔ اس ملک میں ایسے جانور یا کیڑے پتنگے نہیں تھے جو اسے کھا سکتے ہوں اس لئے یہ بے تحاشا پھیلتی گئی۔ اور کچھ ایسی سرعت سے پھیلی اور بڑھی کہ چند ہی برسوں میں بڑے بڑے رقبے اراضی کے اس کی دسترس میں آ گئے۔ جن کا مجموعی رقبہ انگلستان کے پورے رقبہ کے لگ بھگ تک پہنچ گیا۔ حتیٰ کہ قصبوں اور شہروں تک اسی کا جال بچھ گیا۔ اس بلائے بے درماں سے لوگ سراسیمہ ہو کر شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بستیاں ویران ہوتی گئیں۔ اور بے شمار مزرعے ان کی لپیٹ میں آ گئے۔ اس کے مداوا کے لئے ماہرینِ حشرات الارض جمع ہوئے اور بعد مشورت ساری دنیا میں ادھر ادھر ایک ایسی چیز کی تلاش اور دریافت میں نکل کھڑے ہوئے جو تھوہر سے انہیں نجات دلا سکے اور وہ قابو میں لائی جا سکے۔ بالآخر انہیں ایک کیڑا ایسا دستیاب ہو گیا جس کی غذا صرف تھوہر تھی اور وہ سوائے اس کے کسی اور شے کو چھوتا تک نہ تھا۔ ان کیڑوں کی توالد (نسل) بھی بڑی تیزی سے بڑھتی تھی۔ اور آسٹریلیا میں ان کیڑوں کا کوئی دشمن بھی نہ تھا۔ اس طرح ان کیڑوں نے انسان کو ایک خوفناک نباتاتی بلا سے نجات دلائی اب تھوہر کی پرورش اس ملک میں پورے طور پر قابو میں آ گئی۔ اور کیڑے بھی اس بندوبست کے لئے مناسب اور کافی تعداد ہی میں ہیں اور تھوہر کے حملوں کا اب کوئی خطرہ نہیں رہا۔ اس مثال سے ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ اس کائنات میں آزاردہ اور نامساعد احوال کے دور کرنے کے وسائل بھی ہر طرف موجود ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ اتنی تیزی سے نسل بڑھانے والے کیڑوں نے ہمارے کرۂ ارض کو کیوں اپنی آماجگاہ نہیں بنا لیا۔ اور ساری نباتات نہیں چگ ڈالی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ کیڑے دوسری سبزی پر نظر نہیں ڈالتے۔ دوسرے یہ کہ حشرات الارض کے جسم میں مثل اور حیوانات کے پھیپھڑے نہیں ہوتے۔ ان کی نالیاں ہوتی ہیں جن سے وہ سانس لیتے ہیں۔ لیکن جوں جوں یہ کیڑے بڑے ہوتے جاتے ہیں سانس کی نالیاں اسی مناسبت سے بڑی نہیں ہوتیں اس لئے کیڑے مکوڑے بڑی جسامت کے ہو نہیں سکتے۔ اور جلد جلد تلف ہو جاتے ہیں۔ قدرت کے اسی قسم کے فراہم کئے ہوئے موانعات کیڑوں مکوڑوں کی تعداد کو محدود کئے رکھتے ہیں اگر قدرت نے ایسا معنوی بندوبست نہ کیا ہوتا تو انسان کا وجود محال ہو جاتا۔ ذرا تصور تو کیجئے ایک ایسی بھڑ کا جو شیر ببر جتنی بڑی ہو۔"

دلیلِ ہفتم

ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل قرآن مجید نے یوں بیان فرمائی ہے فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (الروم ۳۰)

یعنی انسانی فطرت جس طریق پر پیدا ہوئی ہے۔ اس میں صراطِ مستقیم کی جستجو رکھ دی گئی ہے کہ وہ افراط و تفریط سے محفوظ طریق پر گامزن رہے۔ اور پھر یہ فطرتِ صحیحہ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں یکساں پائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ بلکہ یہ خدا کا وہ قانون ہے جو اٹل اور لاتبدیل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ فطرت کے اس راز پر غور نہیں کرتے۔ اور بے علمی میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر دیتے ہیں۔

انسان اپنی سرشت میں تکمیل کے لئے تشنگی پاتا ہے جسمانی تکمیل کے لئے وہ دوسرے وجود کا محتاج ہے۔ فرمایا ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ اسی سے انسانی روح خدا کے پانے کے لئے بے قرار رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

قرآن مجید کی اس دلیلِ فطرت کے ایک حصے کو ڈاکٹر کریسی موریسن سائنس دان کے طور پر یوں بیان کرتے ہیں:-

"قلبِ انسانی میں خدا کا کھوج اور ذہن میں اس کا تصور خود وجود باری تعالیٰ پر استدلال ہے۔

ذہنِ انسانی میں خدا کا تخیل خود ایک الوہیاتی قوت کا کرشمہ ہے۔ جس سے کائنات کی دوسری تمام ہستیاں یکسر محروم ہیں۔ اسی قوت کو ہم تصور کہتے ہیں۔ اس کے ذریعہ انسان ــــــ اور صرف انسان ہی ان دیکھی اشیاء کا تصور کر سکتا ہے۔ اور اس کے وجود کی شہادت بھی پا لیتا ہے۔ اس قوت کا دائرہ عمل لامحدود ہے۔ اور بلاشبہ کمال کو پہنچا ہوا تصور جب ایک روحانی حقیقت بن جاتا ہے تو اسے کارگاہِ فطرت میں ایک عظیم منصوبے اور مقصدیت کے شواہد ہر طرف دکھائی دیتے ہیں حتےٰ کہ یہ عظیم ماہیت مبرہن ہو جاتی ہے کہ سماوی دنیا کیا اور کیسی ہے۔ نیز یہ حقیقت کہ خدا ہر جگہ اور ہر شے میں موجود ہے۔ اور کسی سے وہ اتنا قریب نہیں ہے جتنا کہ وہ قلبِ انسانی سے ہے۔

الغرض وجود باری تعالیٰ سائنس اور تصورات کی ایک حقیقت ہے۔ اور جیسا کہ زبور میں کہا گیا ہے، آسمان کی فضائے بسیط اس کی عظمت و شان کا اعلان ہے۔ اور زمین اس کی بے مثال صنعت گری کا ثبوت اور ــــــ دونوں اس کی تقدیس و تحمید میں مصروف ہیں!!"
(ریڈرز ڈائجسٹ ماہ اکتوبر ۱۹۶۰ء)

(باقی انشاء اللہ تعالیٰ اگلی قسط میں)

اے مردو! ــــــ اور ــــــ اے عورتو!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-
"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں تم آگے بڑھو اور اپنا تن۔ اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کرو۔"

وکیل المال تحریکِ جدید

علاقہ پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جماعتہائے جموں و پونچھ

قسط ۲

دھوڑیاں سنگیوٹ میں جلسہ

مورخہ ۲ر دسمبر کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی۔ مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک مبسوط تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور نشانات، آثار مہدی علیہ السلام، عقاید جماعت احمدیہ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور قومی اتحاد و یکجہتی اور چین کی جارحانہ کارروائیوں کی مذمت پر فرمائی۔ جلسہ میں غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی جنہوں نے مولانا کی تقریر کی تعریف کی۔ یہاں بعض غیر از جماعت افراد نے جلسہ کے انعقاد کی مخالفت کی لیکن دوسرے دوستوں نے جلسہ کے لئے جگہ بھی دی اور ہر قسم کا تعاون بھی کیا۔

روانگی کالابن کوٹلی

۳ر دسمبر کو بعد دوپہر مسجد احمدیہ کالابن کوٹلی میں مستورات کا جلسہ ہوا جس میں جماعت کے احباب بھی شریک ہوئے۔ پردہ کا باقاعدہ انتظام تھا۔ خاکسار نے تلاوتِ قرآن مجید کے بعد تعلیم نسواں پر تقریر کی۔ اور اس کے بعد مولانا امینی صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے وعظ و نصیحت کے ساتھ فرائضِ مستورات اور حقوقِ زوجین پر روشنی ڈالی۔

روانگی برائے لوہارکہ

چودھری بشیر احمد صاحب پردیسی نے درخواست کی کہ مولانا صاحب لوہارکہ میں تشریف لا کر ان کے رشتہ داروں کو بھی وعظ و نصیحت فرماویں چنانچہ ۴ر دسمبر بوقت شام ہم لوہارکہ پہنچ گئے۔ رات کو مکرم چودھری غلام محمد صاحب (والد بشیر احمد) کے مکان پر تربیتی و اصلاحی میٹنگ ہوئی جس میں مستورات نے بھی شرکت کی مولانا امینی صاحب نے وعظ و نصیحت کے رنگ میں مختصر تقریر فرمائی۔ ہمارے قیام و طعام کا انتظام مکرم چودھری صاحب موصوف نے کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۵ر دسمبر کو ہم لوہارکہ سے روانہ ہو کر دوپہر کو چارکوٹ پہنچ گئے۔ اسی اثناء میں مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ بھی چارکوٹ پہنچے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ جماعت کی ترقی اور تربیتی و اصلاحی امور کے بارہ میں بات چیت ہوئی اور راجوری میں جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ اور احباب جماعت چارکوٹ کو بھی راجوری آنے کی تحریک کی گئی۔

روانگی برائے بڈھانوں

۶ر دسمبر کو ۹ بجے صبح بہمراہی مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ چارکوٹ سے روانہ ہو کر راجوری پہنچے خاکسار اور مکرم شیخ حمید اللہ صاحب تحصیلدار صاحب راجوری سے ملے۔ اور ان سے جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت حاصل کی۔ اور تھانہ بستی میں اطلاع دی کہ جماعت احمدیہ ۹ر دسمبر کو راجوری شہر میں پبلک مذہبی جلسہ کرنا چاہتی ہے۔ راجوری میں ہم بعض معززین سے ملے اور مناسب رنگ میں تبلیغ کا کام بھی سرانجام دیا۔ اور جلسہ کا پروگرام بھی پیش کیا۔ اس کے بعد رات کو ہم بڈھانوں چلے گئے۔ بڈھانوں میں بعض مقامی تنازعات کو رفع کیا گیا۔ چندہ کی پڑتال کی اور بعض تربیتی امور پر احباب سے بات چیت ہوئی۔

صبح کی نماز کے بعد مولانا امینی صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا۔ نماز جمعہ بڈھانوں میں ہی ادا کی گئی۔ مولانا نے خطبہ جمعہ میں احباب کو ان کے دینی فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

بڈھانوں میں جلسہ

نماز جمعہ کے بعد زیر صدارت مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبد الحق صاحب خادم پراونشل سیکرٹری مال نے کی۔ اور نظم فضل حسین صاحب نے پڑھی۔ سب سے پہلے مکرم شیخ حمید اللہ صاحب صدر جلسہ نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اس کے بعد مولانا امینی صاحب نے بھی اسی موضوع پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ خاکسار نے بھی ایک مختصر تقریر اسی موضوع پر کی۔ اور تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک کے موضوع پر بھی روشنی ڈالی غیر از جماعت احباب بھی جلسہ میں شامل تھے ایک دوست نے بعض سوالات کئے جن کا جواب مولانا امینی صاحب نے احسن پیرایہ میں دیا۔

ہماری رہائش اور کھانے کا انتظام مقامی جماعت نے کیا۔ اور مکرم مولوی نور الدین صاحب اور مکرم طالب حسین صاحب پٹواری نے ہمارے ساتھ ہر طرح تعاون اور حسن سلوک کیا۔ اس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔

روانگی برائے ساج

جلسہ راجوری کے انتظامات کرنے کے لئے مکرم شیخ حمید اللہ صاحب اور مکرم طالب حسین صاحب پٹواری کو راجوری روانہ کیا گیا۔ چنانچہ وہ اس سلسلہ میں مکرم خواجہ عبد العزیز صاحب شال ایم ایل اے راجوری۔ مکرم جناب چودھری گلزار احمد صاحب ایم ایل سی بالونچہ سے اور بعض دیگر ذمہ دار افسران اور معززین سے ملے اور جلسہ کے انتظامات مکمل کئے

خاکسار مع مولانا امینی صاحب و احباب جماعت چارکوٹ و بڈھانوں و کوٹلی کالابن وغیرہ مورخہ ۸ر دسمبر کو ساج پہنچے۔ اور مکرم بشیر احمد صاحب احمدی ساج کے ہاں قیام کیا۔

ساج میں جلسہ

۸ر دسمبر کو ہی بعد دوپہر جلسہ کا آغاز ہوا اور شدید مخالفت کے باوجود خدا کے فضل سے ہمارا یہ جلسہ کامیاب رہا۔ غیر از جماعت دوست بھی شریک جلسہ ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد ساج میں ہمارا یہ پہلا جلسہ تھا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم مولانا امینی صاحب نے ایک مبسوط تقریر کلمۂ طیبہ کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے توحید باری تعالیٰ، سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلعم کے ساتھ والہانہ عشق۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شاندار قربانیوں پر روشنی ڈالی

ساج میں مناظرہ

جلسہ کے دوران میں دو غیر احمدی مولوی صاحبان مولوی ابراہیم صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کتابوں کا بستہ لے کر اور چند غیر احمدی نوجوانوں کے ہمراہ آ گئے۔ ہمارا جلسہ ختم ہونے پر مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات پر اعتراض کئے جن کے مدلل اور معقول جواب مولانا امینی صاحب نے دئے اس کے بعد فریقین کی رضامندی سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات و وفات پر بحث شروع ہوئی۔ جب مولوی محمد ابراہیم صاحب قرآن و حدیث سے ان دلائل کا جواب نہ دے سکے جو وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے ثبوت میں مولانا امینی صاحب نے پیش فرمائے تھے۔ نوجوانوں نے دیکھا کہ ان کے مولوی صاحبان لاجواب ہو گئے ہیں تو انہوں نے نازیبا حرکات شروع کر دیں۔ لیکن ہمارے احباب نے نرمی اور اخلاق کا نمونہ دکھایا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے سنجیدہ طبقہ پر مولانا امینی صاحب کی تقریر اور بحث کا بہت اچھا اثر پڑا۔ چنانچہ انہوں نے تسلیم کیا کہ ان کے مولوی، مولانا امینی صاحب کے دلائل توڑ نہ سکے اور نوجوانوں نے برا نمونہ دکھایا۔ چونکہ اس گاؤں میں صرف ایک احمدی ہیں دوست دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور وہاں ایک مضبوط جماعت بن جائے۔

دوپہر کا کھانا ہم نے بشیر احمد صاحب احمدی کے ہاں کھایا اور شام کے کھانے کا انتظام ہمارے غیر احمدی بھائی میاں ابراہیم صاحب نے کیا۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر بخشے۔

روانگی برائے راجوری

۹ر دسمبر بوقت ۶½ بجے صبح ہم ساج سے روانہ ہو کر ۸½ بجے صبح راجوری پہنچے جلسہ کے انتظامات تسلی بخش طور پر مکمل تھے مکرم عبد العزیز صاحب شال ایم ایل اے اور محترم گلزار احمد صاحب ایم ایل سی سے ملا۔ اور ان سے اپنے ساتھیوں سمیت جلسہ میں شرکت کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے جلسہ پر تشریف کا وعدہ فرمایا اس سے قبل ۱۹۶۰ء میں ہم نے راجوری میں جلسہ کرنا چاہا تھا مگر وہاں کے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کی مخالفت کی وجہ سے منعقد نہ ہو سکا تھا۔ امسال احباب کی خواہش تھی کہ وہاں ضرور جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ ۹ر دسمبر کو باوجود شدید مخالفت کے جلسہ منعقد ہوا۔

راجوری شہر میں پبلک جلسہ

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مسٹر ی لالہ روپ لال صاحب ایڈووکیٹ ۱۲ بجے دوپہر شروع ہوئی۔ ہندو مسلم سکھ سب جلسہ میں شریک ہوئے۔ احمدی احباب بہت دور دور سے تشریف لائے۔ شیخ حمید اللہ صاحب نے تلاوت کی اور خاکسار نے دو نظمیں پڑھیں بعد ازاں مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت رسول اللہ صلعم۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت کرشن جی مہاراج اور حضرت رامچندر جی اور گورو ؤں کے پوتر جیون پر روشنی ڈالتے ہوئے قومی یکجہتی پر زور دیا۔ اور چین کی جارحانہ کارروائیوں کی مذمت کی اور اس کے مقابلہ کے لئے حکومت کو ہر قسم کی امداد بہم پہنچانے کی تلقین کی۔ اور سوشل برائیوں کے انسداد کی طرف توجہ دلائی۔

تقریر ختم ہونے پر صاحبِ صدر نے فرمایا کہ ہم مولانا امینی صاحب کے شکر گذار ہیں انہوں نے ہمیں بہت محظوظ فرمایا ہے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ پھر کبھی بھی تشریف لا کر اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا مولانا نے وقت کے تقاضا کے مطابق بہترین رنگ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میرے پاس چند اشخاص آئے تھے اور کہا تھا کہ راجوری میں احمدیہ جماعت کا جلسہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور میں نے کہا تھا کہ دوسروں کی طرح ان کا بھی حق ہے ہمیں تنگ نظر نہیں ہونا چاہئے۔ اور باہمی اتحاد کی خاطر فروعی اختلافات کو ترک کر دینا چاہئے۔

آخر میں شیخ حمید اللہ صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

ہم ان تمام احمدی و غیر احمدی اور غیر مسلم احباب کے شکر گذار ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر بخشے آمین +

نتیجہ امتحان کتب سلسلہ

زیر اہتمام نظارت تعلیم و تربیت قادیان

منعقدہ ۷؍اکتوبر ۱۹۶۲ء

امتحان کتب سلسلہ (رسالہ فتح اسلام و تقریر دلپذیر منظور) منعقدہ ۷؍اکتوبر ۱۹۶۲ء میں کامیاب ہونے والے احباب اور بہنوں کے نام مع نمبر حاصل کردہ بلحاظ جماعت متعلقہ درج ذیل ہیں۔ ان میں سے مکرم ایس کے اختر حسین صاحب شیموگہ اور مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ حیدرآباد ہر دو نے مقرر کردہ ایک صد نمبر میں سے ۷۴ نمبر حاصل کر کے فرسٹ پوزیشن اور مکرم فیصل احمد صاحب قادیانی و مکرم محمد نہیم صاحب اٹارسی ہر دو نے ۷۰ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ اور مکرم محمد انعام صاحب غوری قادیانی و مکرم عبد الباسط صاحب قادیانی ہر دو نے ۶۸ نمبر حاصل کر کے تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو مبارک کرے۔ آمین

اس مرتبہ امتحان کتب سلسلہ میں معدودے چند جماعتوں نے شرکت کی ہے۔ لہٰذا عہدہ داران جماعت ہائے ہندوستان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ہونے والے امتحان میں احباب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کے لئے تحریک فرمائیں

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

جماعت احمدیہ قادیان

نام امیدوار	نمبر
مکرم خورشید احمد صاحب	۴۰
،، محمد انعام صاحب (سوم)	۶۸
،، عبد المالک صاحب	۵۲
،، اشرف علی صاحب	۵۹
،، محمد رفیع الدین صاحب	۵۴
،، بشارت احمد صاحب	۶۷
،، نصیر احمد صاحب خادم	۴۲
،، محمد احمد صاحب کالا افغاناں	۴۲
،، افتخار احمد صاحب اشرف	۴۱
،، عبد الباسط صاحب (سوم)	۶۸
،، رفیق احمد صاحب شاہ	۶۴
،، بشیر احمد صاحب حافظ آبادی	۵۱
،، عبد العظیم صاحب	۴۴
،، مرزا محمد زمان صاحب	۴۰
،، زین العابدین صاحب	۶۷
،، خلیل احمد صاحب (دوم)	۷۰
،، محمد شفیع صاحب عابد	۴۲
،، عبد القادر صاحب اعوان	۵۹
،، چودھری محمد احمد صاحب	۴۱
،، شبیر احمد صاحب بانگوای	۵۱
،، جلال الدین صاحب	۵۲
،، چودھری عبد القدیر صاحب	۶۶
،، مولوی محمد عبد اللہ صاحب	۶۴
،، احمد حسین صاحب	۴۶
،، محمد شریف صاحب گجراتی	۴۳
،، یونس احمد صاحب اسلم	۵۵
،، محمود احمد صاحب مبشر	۴۳

بھدرک اڑیسہ

نام امیدوار	نمبر
،، رفیق احمد صاحب	۵۲
،، شیخ غلام مہدی صاحب	۵۴
،، محمد عالم صاحب	۵۰

بھدرک

نام امیدوار	نمبر
مکرم گل محمد شاہ صاحب	۳۸

مدراس

نام امیدوار	نمبر
،، صدیق احمد صاحب ایمنی	۶۶
،، سید امجد حسین صاحب	۵۸
،، شاہد احمد صاحب	۵۰
مکرمہ النصر بیگم قریشی صاحبہ	۴۵

ہبلی

نام امیدوار	نمبر
مکرم افضل خان صاحب	۳۷
،، غوث میاں صاحب	۴۷
مکرمہ عابدہ خاتون صاحبہ	۵۲
مکرم ایچ ایم منڈاسکر	۶۶

رشی نگر کشمیر

نام امیدوار	نمبر
،، عبد السلام صاحب نون	۴۳
،، حبیب اللہ صاحب گنائی	۴۰
،، محمد عبد اللہ صاحب گنائی	۳۳
،، عبد الغفار صاحب گنائی	۴۰

ماندوجن کشمیر

نام امیدوار	نمبر
،، عبد الغنی صاحب بانڈے	۵۱

جمشید پور بہار

نام امیدوار	نمبر
،، محمد احمد صاحب	۶۵
،، مقصود احمد صاحب	۵۳
،، ذکی الدین صاحب	۳۹

مظفر پور بہار

نام امیدوار	نمبر
مکرمہ سیدہ شاہدہ پروین صاحبہ	۴۳
،، امۃ الرشید صاحبہ	۴۲
مکرم سید جسنر احمد صاحب	۵۰

بنگلور

نام امیدوار	نمبر
مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب	۵۰
،، محمد اسد اللہ صاحب	۵۰
،، مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب	۵۷
،، محمد احمد صاحب	۳۷
مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ (رول نمبر ۱۹۰)	۵۰
،، رضیہ بیگم صاحبہ	۴۰
،، سلیمہ بیگم صاحبہ (رول نمبر ۱۹۲)	۳۳
،، مبارکہ بیگم صاحبہ	۳۴

آسنور کشمیر

نام امیدوار	نمبر
مکرم رفیق احمد صاحب	۴۳
،، منور احمد صاحب	۶۶

اٹارسی

نام امیدوار	نمبر
،، محمد نہیم صاحب (دوم)	۷۰

شیموگہ

نام امیدوار	نمبر
،، سید نذار صاحب	۵۴
،، عبد العلیم صاحب	۵۴
،، میر عطاء الرحمٰن صاحب	۴۷
،، ایس کے اختر حسین صاحب (اوّل)	۷۴

چودوار۔ اڑیسہ

نام امیدوار	نمبر
،، فضل الرحمٰن صاحب	۴۲
،، شمس الہدیٰ صاحب	۴۸

کیرنگ اڑیسہ

نام امیدوار	نمبر
،، انیس الرحمٰن صاحب	۵۵
،، خلیل احمد صاحب	۳۳
،، ذوالفضل الٰہی صاحب	۴۰

کلکتہ

نام امیدوار	نمبر
مکرم فیروز الدین صاحب	۵۲
،، محمد ادریس خان صاحب	۳۳
،، محمود احمد نور العارفین صاحب	۶۱
،، منظر احمد صاحب بانی	۳۳
،، شفیع احمد صاحب مالاباری	۴۵
،، محمد حنیف صاحب مالاباری	۴۴
،، ظفر احمد صاحب	۴۸
،، ڈاکٹر محمد عارف صاحب فانی	۶۰

سکندر آباد

نام امیدوار	نمبر
مکرمہ کبریٰ بیگم صاحبہ	۴۵
مکرم محمد ابراہیم خان صاحب	۶۱
،، یوسف احمد الہ دین صاحب	۵۰
،، مسیح الدین الہ دین صاحب	۴۹
،، بشیر الدین الہ دین صاحب	۵۹

حیدرآباد

نام امیدوار	نمبر
،، عبد القیوم صاحب	۶۱
،، احمد عبد الرشید صاحب	۴۳
،، محمود احمد صاحب	۵۰
،، میر احمد ظفر صاحب	۴۴
مکرمہ سیدہ منیر النساء صاحبہ	۵۳
،، محمودہ بیگم صاحبہ (اوّل)	۷۴
مکرم خواجہ عبد الرشید صاحب انصاری	۳۵
،، محمد اسحٰق صاحب تنویر	۶۵

نوٹ:۔ یہ فہرست کامیاب ہونے والے افراد کی ہے۔ جو افراد کامیاب نہیں ہو سکے وہ کوشش کر کے اگلے امتحان میں کامیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

شکرانہ فنڈ ــــــ اور ــــــ مساجد فنڈ

محترمہ شاہینہ پروین صاحبہ اہلیہ محمد نسیم خان صاحب لائن انسپکٹر ہینڈل۔ اروناگر (یوپی) سے اطلاع دیتی ہیں کہ انسپکٹر صاحب کی ملازمت میں ترقی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فضل کی خوشی میں مبلغ -/۳۱ روپے شکرانہ فنڈ میں مرکز بھجوائے گئے ہیں دعا فرمائیں کہ یہ ترقی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ہر احمدی بھائی کو شادی پیدائش اور ترقی ملازمت وغیرہ کسی بھی خوشی کی تقریب پر حسب توفیق کچھ نہ کچھ رقم شکرانہ فنڈ یا مساجد فنڈ میں ادا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی برکتوں کا مورد بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال قادیان

مذاہب عالم کو چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کیا عیسائی، کیا یہودی اور کیا ہندو اور سکھ ہر قوم اور ہر مذہب کو زبردست چیلنج دئے ہیں جن کا درحقیقت ان تمام مذاہب کے پاس کوئی جواب نہیں۔ یہ تمام چیلنج رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کی طرف سے انگریزی زبان میں ایک ٹریکٹ کی صورت میں دیدہ زیب کاغذ پر شائع کئے گئے تھے۔ پہلے اڈیشن کے جلدی ختم ہو جانے پر احباب کے پرزور اصرار پر دوبارہ شائع کئے گئے ہیں اشاعت عام کی غرض سے مبلغ -/۱۰ روپیہ فی سیکڑہ کے حساب سے دفتر ریویو آف ریلیجنز ربوہ یا نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان بھارت سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

عہدیداران و احباب جماعت فوری توجہ فرمائیں

۱۹۶۲ء کا سال ختم ہو چکا ہے اور یکم جنوری ۱۹۶۳ء سے نیا سال شروع ہو چکا ہے اگرچہ ۱۹۶۲ء میں مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گزشتہ سال کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ اور امید افزا ہے، لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا اور تدریجی بجٹ کے لحاظ سے کثیر رقوم ابھی تک قابل ادا ہیں۔ خصوصاً موصی احباب کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی کا جس حد تک تعلق ہے اس کی پوزیشن معیار کے مطابق نہیں۔ اور متعدد جماعتوں کے بہت سے افراد کے ذمہ لازمی چندوں کی کثیر رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں اور باوجود متعدد بار توجہ دلانے کے بعض احباب اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں کر رہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانوں، اموال اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں دیا کہ وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے۔ اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا کا مالک بنا دیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں، اموال، اولاد، عزتیں اور وطن کی قربانی دینی پڑی، نہ صرف قیامت تک کے لئے تاریخ احمدیت کا سنہری باب بنے بلکہ جو صحابہؓ کی طرح نانِ شبینہ کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً زیادہ جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں۔ باقی تمام دنیا اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ احمدی جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے، اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

مزید فرمایا کہ:-

"اگر تم (خدا کے لئے) تہی دست ہو جاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

مزید فرمایا کہ:-

ز بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

یعنی خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا۔ اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود مددگار بن جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اضافہ چندہ جات کے لئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ بس کے متعلق تمہارا فرض ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تا کہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہو گی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

پھر بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے متعلق عہدیداران جماعت کو ہدایت فرمائی کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ یا بقایوں کی ادائیگی پر سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کیلئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریانِ مال کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

مزید فرمایا کہ:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

زکوٰۃ کے متعلق فرمایا:-

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے۔ اور جس کی طرف بارہا قرآن کریم میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بیشک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔"

پس احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان، اور عہدیداران کرام دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں مندرجہ بالا معیار پر پوری اترتی ہیں۔ کیا ہمارے جملہ بقایا داران، نادہند اور بے شرح افراد کی اصلاح ہو گئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے؟ جلدی کریں اور اپنے عمل سے اس معیار پر پہنچیں جو ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور ہمارا نیا سال ۱۹۶۳ء ہمارے اخلاص، قربانی و ایثار میں ترقی اور خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو ہم پر لانے کا باعث بنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو بہرحال پورے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ ان وعدوں کے پورا ہونے میں ہمارا بھی حصہ ہو کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

بر مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ — قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

جملہ احباب جماعت و عہدیداران کرام و مبلغین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کو مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کے لئے ابھی سے جدوجہد شروع فرمائیں۔ تا کہ ہمارا قدم اس جہت سے بھی ہر روز آگے بڑھتا چلا جائے تا آنکہ ہمارا شمار بھی ان خوش قسمت بندوں میں ہو جائے کہ جن کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہ پر چلا کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

موصی احباب — اور — حصہ جائداد

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بہت سے موصی احباب اور بہنوں نے اپنی وصیتوں کے مطابق حصہ جائداد یکمشت ادا کر دیا ہے اور بعض قسط وار ادائیگی فرما رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا فرض ہے جو موصی حضرات کو اپنی زندگیوں میں ہی پورا کرنا چاہیئے بالخصوص اس وقت جبکہ مرکز کا بجٹ ان (؟) تعاون چاہتا ہے۔ آپ اگر یکمشت ادائیگی نہیں فرما سکتے تو اپنی استطاعت کے مطابق قسط مقرر فرمائیں۔

سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

خبریں

نئی دہلی - ۱۴ر جنوری - معلوم ہوا ہے کہ بھارت کے پردھان منتری پنڈت نہرو ۱۹ر جنوری کو کولمبو کانفرنس کی تجاویز پارلیمنٹ میں پیش کرنے سے پہلے اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈروں کے ساتھ صلاح مشورہ کریں گے۔ اور ان کی رائے لیں گے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ بھارت نے کولمبو کانفرنس کے نمائندوں سے چینی بیان کی کچھ مزید وضاحت طلب کی ہے اور یہ وضاحت پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے پہلے بھارت سرکار کو مل جائے گی۔

نئی دہلی - ۱۴ر جنوری - واقفکار حلقوں نے بتایا ہے کہ لنکا کی وزیراعظم بھنڈارا نائیکے نے وزیراعظم پنڈت نہرو کو کولمبو کانفرنس کی تجاویز کے بارے میں چین کے کچھ ردعمل سے آگاہ کر دیا ہے۔ بھارت نے تو ان تجاویز کا واضح جواب دے دیا ہے لیکن چین کا یہ اعلان کہ اس نے مثبت جواب دیا ہے محض پروپیگنڈہ ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مسٹر چو انلائی نے مسز بھنڈارا نائیکے کو بتایا کہ انہیں چین کے تعلق ردعمل سے ان کے دورۂ دہلی کے بعد مطلع کیا جائے گا۔ مسٹر چو انلائی نے مسز بھنڈارا نائیکے کو جو میمورنڈم دیا تھا اس میں کولمبو کانفرنس کی تجاویز مسترد کر دی گئی ہیں۔ ان کا یہ میمورنڈم پنڈت نہرو کے نام حالیہ خط کی نسبت بھی زیادہ روکھا تھا۔

نئی دہلی - ۱۴ر جنوری - معلوم ہوا ہے کہ چینی حملہ کے دوران بھارت میں کمیونسٹوں کی جو گرفتاریاں کی گئی تھیں ان کے بارے میں وزیراعظم روس مسٹر خروشچیف نے اپنے ردعمل سے ماسکو میں تعینات بھارتی سفیر کو آگاہ کر دیا ہے۔ یہ ردعمل کمیونسٹ لیڈر مسٹر ڈانگے کے دورہ کے بعد ظاہر کیا گیا ہے مسٹر خروشچیف نے شکوہ کیا ہے کہ بھارت میں کمیونسٹوں کی گرفتاریاں سوتنتر پارٹی گروپ کے ایما پر کی گئی ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ بھارت سرکار نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ کیونکہ یہ بھارت کا اندرونی معاملہ ہے۔

نئی دہلی - ۱۴ر جنوری - مسز بھنڈارا نائیکے نے سبب گزشتہ ہلاک جن کورانی میں کمیونٹی پراجیکٹ کے مرکز کا معائنہ کیا۔ آپ نے بھارت چین سرحدی جھگڑے کے متعلق کہا کہ بھارت اور چین کو بات چیت کے لئے رضامند کرنا کافی مشکل کام ہے۔ مگر ہم اپنی طرف سے اس کی پوری کوشش کریں گے۔ اور امید ہے کہ ہماری کوششوں کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ آپ نے کہا میں نے بھارت اور چین کا دورہ اس لئے کیا ہے کہ دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم سے اپیل کر سکوں کہ وہ اپنا سرحدی جھگڑا پر امن طور پر حل کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر تشویش ہوئی ہے کہ ایشیا کے دو بڑے ملک جو ترقی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔

سڈنی - ۱۴ر جنوری - آسٹریلیا کے مشہور مبصر پیٹر کولیمن جو حال ہی میں فارموسا سے واپس آئے ہیں نے بیان کیا ہے کہ وہاں سرکاری حلقوں کو پہلے سے زیادہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ چین واپس جا سکیں گے۔ حکومت کا حوصلہ بلند ہے اور اسے امید ہے کہ اگر پورا چین نہیں تو وہ چین کا ایک حصہ ضرور کمیونسٹوں سے آزاد کرالیں گے۔

قاہرہ - ۱۴ر جنوری - متحدہ عرب جمہوریہ کے سرکاری آرگن "عرب آبزرور" نے لکھا ہے کہ کولمبو کانفرنس میں بھارت چین سرحدی تنازعہ کے علاوہ غیر جانبداری کی پالیسی کی بقاء کا سوال بھی زیر بحث آیا تھا۔ آرگن مذکور نے لکھا ہے کہ غیر جانبداری جسے امن کے فروغ کے لئے ایک قومی ضرورت سمجھا جاتا ہے آزمائش کے دور سے گذر رہی ہے۔ کیونکہ مغرب کی طرف سے یہ دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ غیر جانبداری ایک غیر حقیقی اور ناقابل عمل پالیسی ہے۔ جو اپنے حامیوں کو بین الاقوامی واقعات کے سامنے نہتا بنا دیتی ہے۔

نئی دہلی - ۱۴ر جنوری اگلے ماہ متحدہ عرب ری پبلک کے ماہر تعلیم ڈاکٹر داؤد، مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے شعبۂ اسلامیات کا معائنہ کرنے کے لئے ہندوستان آ رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ متحدہ عرب ری پبلک اور ہندوستان کے درمیان ثقافتی تعلقات استوار کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں

برلن - ۱۴ر جنوری - مشرقی جرمنی کے کمیونسٹ حلقوں میں یہ کہا جا رہا ہے کہ چین کے وزیراعظم مسٹر چو انلائی عنقریب افریقہ کے ممالک کا دورہ کریں گے اور ان پر زور دیں گے کہ وہ ہندوستان کو چینی تجاویز ماننے پر آمادہ کریں۔

نئی دہلی ۱۴ر جنوری - امریکی سفیر پروفیسر گلبریتھ نے کل شام یہاں ایک تقریب میں اس امر کا اعادہ کیا کہ بھارت کو چین کی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے جو امریکی امداد دی جا رہی ہے اس کے ساتھ کوئی شرط وابستہ نہیں ہے اور اس سلسلہ میں کوئی سودا بازی نہیں ہوئی

نیو یارک - ۱۰ر جنوری - امریکہ کے لیبر ڈیپارٹمنٹ نے جو اعداد و شمار مہیا کئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۶۲ء کے دوران میں امریکہ میں ۳۵۵۰ ہڑتالیں ہوئیں ان ہڑتالوں میں ۱۲ لاکھ مزدوروں نے حصہ لیا۔ اور ایک کروڑ ۹۰ لاکھ کام کے دنوں کا نقصان ہوا۔

دربھنگہ - ۱۴ر جنوری - شری مرارجی ڈیسائی وزیر خزانہ نے کل شام یہاں ایک پبلک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ وہ اپنا ایک ایک انچ علاقہ چینیوں سے خالی نہیں کرا لیتا۔ آپ نے مزید کہا کہ بھارت امن کی خواہش رکھتا ہے اور وہ چین کی جارحیت سے پیدا شدہ جھگڑے کو پر امن گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کرتا رہے گا لیکن اگر گفت و شنید ناکام رہی تو بھارت اپنی لوتر دھرتی کو چینیوں سے خالی کرانے کے لئے لڑائی لڑے گا۔

پروگرام دورہ مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان علاقہ یوپی - بہار و بنگال

از ۱۵/۱/۶۳ تا ۳۰/۴/۶۳

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان علاقہ یوپی - بہار اور بنگال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۵/۱/۶۳ تا ۳۰/۴/۶۳ بغرض پڑتال حسابات اور وصولی چندہ جات وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ یوپی - بہار اور بنگال سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہ تعاون فرمادیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	قادیان			۱۵-۱-۶۳	
۲	بجوپورہ	۱۶-۱-۶۳	۱	۱۷	
۳	البیٹہ	۱۸	۳	۲۱	
۴	ابجولی	۲۲	۱	۲۳	
۵	دہلی	۲۵	۲	۲۷	
۶	جے پور	۲۸	۱	۲۹	
۷	ساندھن	۳۰	۴	۳-۲-۶۳	
۸	صابر نگر	۳-۲-۶۳	۴	۷	
۹	ننگل گھنو	۷	۲	۹	
۱۰	علی پور کھیڑہ	۱۰	۱	۱۱	
۱۱	کریلی	۱۱	۱	۱۲	
۱۲	کانپور	۱۳	۳	۱۶	
۱۳	راٹھ مسکرا	۱۷	۳	۲۰	
۱۴	جمہ گاؤں	۲۱	۱	۲۲	
۱۵	لکھنؤ	۲۲	۲	۲۴	
۱۶	گونڈہ	۲۵	۱	۲۶	
۱۷	فیض آباد	۲۷	۱	۲۸	
۱۸	بھدوہی	۱-۳-۶۳	۱	۱-۳-۶۳	
۱۹	بنارس	۲	۲	۴	
۲۰	آرہ	۵	۱	۶	
۲۱	پٹنہ	۷	۱	۸	
۲۲	مظفرپور	۹	۳	۱۲	
۲۳	مونگھیر	۱۳	۳	۱۶	
۲۴	اورین	۱۶	۱	۱۷	
۲۵	چک مسکن	۱۷	۲	۱۹	
۲۶	خانپور ملکی	۲۰	۳	۲۳	
۲۷	بہاری	۲۴	۲	۲۶	
۲۸	بھاگلپور	۲۷	۳	۳۰	
۲۹	برہ پورہ	۳۱	۲	۲-۴-۶۳	
۳۰	آڑھا	۳-۴-۶۳	۱	۴	
۳۱	رانچی	۵	۲	۷	
۳۲	جمشید پور	۸	۳	۱۱	
۳۳	موسے بنی ماینز	۱۲	۴	۱۶	
۳۴	مہو بھنڈار	۱۷	۲	۱۹	
۳۵	کلکتہ و جماعتہائے گرد	۲۰	۱۰	۳۰	

159.
S-1.. V. Sani